رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبوی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور جماعت اہل حدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔

(۲) جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے

(۴) جس مراسلہ سے نوٹ لیا جائیگا۔ وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔

(۵) بیرنگ ڈاک اور خطوط واپس ہونگے۔

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ عللہ

رؤساء و جاگیرداروں سے 〃 ﷲ

عام خریداران سے 〃 صہ

〃 〃 ششماہی ۲/۱۲

ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ

فی پرچہ - - - - ۲ر

اجرت اشتہارات کا فیصلہ

بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط وکتابت و ارسال زر بنام مولانا ابوالوفاء **ثناء اللہ** (مولوی فاضل) مالک اخبار "اہلحدیث" امرتسر ہونی چاہئے۔

(۴۱۳)

امرتسر ۹ صفر المظفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۱- مارچ ۱۹۳۹ء یوم جمعہ

خطاب بہ اہل حدیث

(از مولوی ابو الحاذق محمد نجیب اللہ صاحب نشتر گورکھپوری حال مقیم مئو اعظم گڈھ)

خرمن باطل کے حق میں برق شعلہ بار بن
گردن باطل پہ حق کی تیغ جوہردار بن

کوچۂ تقلید میں ہرگز نہ رکھ اپنا قدم
رو بروسنت کے قول غیر سے بیزار بن

رہ کے سرگرم عمل قرآن و سنت پر مدام
ہو تو منظور خدا اور مصطفےٰ کا یار بن

تابکے تجھ میں زیاں کاری یہ غفلت تابکے
ہوش میں آ خواب سے اٹھ اور نیکوکار بن

بزم عالم میں سراپا راز ہے تیرا وجود
نغمۂ توحید کا تو کاشف اسرار بن

غیرت قومی بتا کیوں تجھ سے عنقا ہوگئی
درس خودداری کا دے عالم کو پھر خوددار بن

اپنی پستی کا تجھے احساس ہونا چاہئے
خواب غفلت چھوڑ اب ہشیار بن ہشیار بن

تیری عزت پر تری ہی بزدلی ہے حرف زن
ہاں بہادر بن، نہ یوں منت کش اغیار بن

نشتر تیرے دل میں باقی نور ایماں ہے ابھی
پھر ضرورت ہے جہاں میں قابل ایثار بن

فہرست مضامین

ضروری اطلاع - ناظرین کو چاہئے کہ سب سے پہلے اخبار ہذا کا صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۱۹ ملاحظہ فرمائیں۔ ضروری تاکید ہے۔ (منیجر اخبار اہلحدیث امرتسر)

ثنائی برقی پریس ہال بازار امرتسر میں باہتمام ابو رضا عطاء اللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اہلحدیث کٹڑہ بھائی امرتسر سے شائع ہوا۔

انتخاب الاخبار

(منتخبہ ۲۷۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

—— امرتسر میں حالات مکمل طور پر پُرسکون ہیں۔ کرفیو آرڈر۔ دفعہ ۱۴۴ بھی منسوخ کر دی گئی ہے۔ مگر لاٹھی، تلوار وغیرہ لیکر چلنا ابھی ممنوع ہے۔

—— امرتسر سے ہندوؤں کی طرف سے حیدر آباد دکن کو دوسرا جتھہ روانہ ہُوا ہے۔

—— امرتسر ۲۱۔ مارچ کو قلعہ بھنگیاں میں ایک نوجوان محمد یٰسین دو پارٹیوں میں حملہ آوروں کو چھڑاتے ہوئے قتل ہوگیا۔ اس سلسلہ میں چار مسلم نوجوان گرفتار کر لئے گئے۔

—— لاہور ۲۲۔ مارچ کو مولانا عبید اللہ صاحب سندھی ۲۴ سالہ جلاوطنی کے بعد مراجعت فرمائے لاہور ہوئے۔ دو تین روز قیام کے بعد دہلی تشریف لے گئے۔

—— لاہور پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔ کسانوں کی طرف سے نئے بندوبست میں مالیہ کی زیادتی کے خلاف مظاہرے ۲۳۔ مارچ سے جاری ہیں۔ ہر چند علاقہ سیکرٹریٹ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے مگر کسان اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ۲۶۔ مارچ تک ۱۳۷۔ اشخاص گرفتار کر لئے گئے۔

—— وائسرائے ہند نے خلع بل پر دستخط کر دئیے ہیں اور بل مذکور کو ۱۷۔ مارچ سے نافذ کر دیا ہے۔

—— مولانا مظہر الدین دہلوی کے قتل کے سلسلہ میں چند اور اشخاص گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ معلوم ہُوا ہے کہ ان میں سے ایک سلطانی گواہ بن گیا ہے۔

—— مولوی عبد الولی قطب الدین نے مولانا مظہر الدین کے قتل کے سلسلہ میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے جمعیتہ العلماء و مجلس احرار کے اکابر علماء کے خلاف بہت سخت الفاظ کہے جس کی بنا پر ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اب معلوم ہُوا ہے کہ انہیں ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

—— آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری نے بذریعہ اعلان ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے انتخاب پریذیڈنٹ کانگرس صوبہ پنجاب کو جائز قرار دیدیا ہے۔

—— پنجاب کے مختلف مقامات پر بارش اور اولے پڑے۔ جس سے فصلوں کو کافی نقصان ہُوا۔ کسانوں کی اطلاع کے پیش نظر فی الحال مزید بارش کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

—— کراچی۔ گورنمنٹ سندھ نے دادا الیکھراج اور مس ادم رادھے سے علیحدہ علیحدہ زیر دفعہ ۱۴۴ نوٹسوں کی تعمیل کرائی ہے کہ اوم منڈلی کے مرد عورتوں اور عورتیں مردوں سے نہ ملیں۔ اس سلسلہ میں دو ہندو وزیر مستعفی ہوگئے ہیں۔ اوم منڈلی کے خلاف ایجی ٹیشن جاری ہوگئی ہے۔ مظاہرین اسمبلی ہال کی طرف ستیہ گرہ کرنے جا رہے ہیں۔ تقریباً چار سو گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

—— مسٹر سبھاش چندر بوس کانگرس ورکنگ کمیٹی کی ترتیب کے متعلق اعلان کر دیا ہے۔

جلسہ کانفرنس کے متعلق
آخری اطلاع

۷۔ اپریل سے جلسہ فتح گڑھ چوڑیاں میں شروع ہوگا۔ آج کل یہاں کا موسم ایسا ہے جیسا پورب میں فروری کے آخری ایام میں ہوتا ہے۔ پس اس کے مطابق پوشش اور بستر ساتھ لائیں۔ کلکتہ میل صبح ۶ بجے اور بمبئی کی ڈاک جو دہلی سے گزر کر آتی ہے صبح ۷ بجے امرتسر پہنچتی ہے۔ اور بمبئی ایکسپرس ۶ بجے شام پہنچتا ہے۔ صبح کے وقت پہنچنے والے اصحاب کو فتح گڑھ جانے والی گاڑی ½۸ بجے باآسانی مل سکتی ہے۔ ریلوے کتاب میں اوقات دیکھ کر گاڑی پسند کریں۔ (مفصل صـ۱۴ پر ملاحظہ ہو)

حساب دوستاں

اخبار ہذا کے صفحہ ۱۴ پر ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

—— جرمنی نے چیکوسلواکیہ کے بعد میمل پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟)

—— مسٹر گارڈل بل سیکرٹری آف سٹیٹ امریکہ نے ایک بیان شائع کیا ہے کہ جرمنی نے دنیا کے امن کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

ایک مفید اور ارزاں سبزی

(از دفتر کمشنر اصلاح دیہات پنجاب لاہور)

ٹماٹر کا استعمال اگر صحیح طریقہ سے کیا جائے۔ تو جسم میں قوت اور خون پیدا ہوتا ہے۔ اس میں وٹامن بکثرت موجود ہوتا ہے جو نہ صرف اس مرض کو روکتا ہے جس میں فساد خون کی وجہ سے بدن پر سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں اور ہاتھ پاؤں میں درد رہتا ہے۔ بلکہ عام کمزوری بھی پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اس قدر ارزاں اور فائدہ مند ہونے کے باوجود بہت ہی کم لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں اور جو کرتے بھی ہیں انہیں یہ نہیں معلوم کہ وٹامن سی پر گرمی کا اثر بہت جلد ہوتا ہے اور ٹماٹر کو کسی طریقہ پر بھی گرم کرنے اور پکانے سے یا تو وٹامن سی کی مقدار بہت کم رہ جاتی ہے یا اس کا اثر بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ ٹماٹروں کے استعمال کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انہیں بغیر چھلکا اتارے کچا ہی کھایا جائے۔ اگر چھلکا اتارنا ضروری ہو تو کسی تیز چاقو سے انہیں تراش لیا جائے۔

مضامین آمدہ | محمد یعقوب صاحب۔ اکبر یار خاں صاحب مولوی قادر بخش۔ شیخ عبد المنان صاحب۔ محمد داؤد صاحب مولوی ابو البیان محمد عبد اللہ صاحب۔ مولوی عبد السلام ۲ عدد۔ عبد اللہ صاحب سلفی۔ ملک ابو یحییٰ امام خاں صاحب

—— اخبارات راوی ہیں کہ کابینہ وزارت لندن میں ہرہٹلر کے موجودہ رویہ کے متعلق کچھ اختلاف ہے۔ بعض ممبروں کی رائے ہے کہ اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اس کے برخلاف بعض کی رائے ہے کہ اس کا مقابلہ کیا جائے ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہُوا۔

—— لکھنؤ میں مدح صحابہ کا سلسلہ جاری ہے۔ آگرہ، بریلی اور دیگر بہت سے شہروں سے جتھے سول نافرمانی کرنے جا رہے ہیں۔

—— مانسر (ریاست جے پور) میں ایک مکان کا برآمدہ گرنے سے ۱۵ عورتیں اور تین بچے ہلاک اور بیس اشخاص زخمی ہوئے۔

—— دہلی سرکاری دفاتر ۱۴۔ اپریل کو شملہ میں کھلیں گے۔

—— حیدر آباد دکن کے متعلق ہندوؤں کی طرف سے

ناظرین اخبار ہذا کا صفحہ ۱۴ و ۱۹ ضرور بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہلحدیث

۹- صفر المظفر ۱۳۵۸ھ

مسئلہ طلاق، خلع اور آریہ

بنی نوع انسان میں سے ہر ایک انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ دو قسم کا تعلق ہوتا ہے۔ ایک قدرتی، دوسرے مصنوعی۔ قدرتی تعلق سے مراد وہ تعلقات ہیں جو ہر انسان کے پیدا ہوتے ہی بلا اختیار دوسرے انسانوں سے قائم ہو جاتے ہیں۔ جیسے ماں باپ، چچا، ماموں وغیرہ رشتے۔ مولود جدید (نو وارد بچے) کو خبر بھی نہیں ہوتی یہ میرے ماں باپ ہیں اور فلاں فلاں اشخاص میرے رشتہ دار ہیں۔ یہ تعلقات ناقابل انفکاک ہیں۔ والد اور مولود (باپ بیٹا) مذہب میں مخالف ہوں۔ دو مختلف ملکوں میں رہتے ہوں۔ کاروبار میں دشمن ہوں تو بھی باپ باپ کہلائیگا اور بیٹا بیٹا

دوسری قسم کے تعلقات مصنوعی ہیں جیسے نکاح (شادی) وغیرہ جن دو مرد و عورت کا آپس میں نکاح ہو جاتا ہے (چاہے وہ کسی مذہب و دھرم کے ہوں) جو نسبت ان میں نکاح کے بعد پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ نکاح سے پہلے نہیں ہوتی۔ اسی لئے اس تعلق کو مصنوعی تعلق کہتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ تعلق ممکن الانقطاع ہے۔ ورنہ قدرتی اور مصنوعی دونوں قسم کے تعلقات یکساں ہو جائیں گے جو فلسفہ الٰہیات کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام چونکہ ایک حکیمانہ مذہب ہے۔ اس لئے اس میں مصنوعی تعلق (نکاح) کو قابل انقطاع قرار دیکر طلاق کا مسئلہ جاری کیا گیا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ایام میں خلع بل مرکزی اسمبلی میں اسی بنا پر پاس ہوا ہے۔

اس کے مقابلہ میں بے رحم اور ظالموں خاوندوں کے ماتحت ہندو عورتوں کی جو حالت زار ہوتی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ بے چاری مسکینہ و مظلومہ ساری عمر گھر میں جیل خانہ سے بُری زندگی گزارتی ہیں۔ جو صاحب اس کی تفصیل دیکھنا چاہیں وہ کتاب "مدر انڈیا" (مصنفہ امریکن لیڈی مس میو) کا مطالعہ کریں۔ ان عاجزہ عورتوں کی حالت زار پر جن ہندو لیڈروں کو رحم آیا انہوں نے مرکزی اسمبلی میں ایک طلاق بل پیش کیا۔ جس کے خلاف "آریہ گزٹ" لاہور میں ایک آرٹیکل نکلا ہے جو قابل دید و شنید ہے اسے نقل کرنے سے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہی آریہ لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں (اس مضمون میں بھی اسی طرف اشارہ ہے) کہ اسلام نے عورتوں کو بھیڑ بکری کی طرح خاوندوں کی ملک قرار دیا ہے۔ خاوند جو چاہے سو کرے عورت کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ کر سکے۔ "آریہ گزٹ" کے مضمون میں قدرتی طور پر اسلام کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ سہولت کی خاطر یہ مضمون اصل الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ ناظرین نیچے حواشی پر جوابی نوٹ ملاحظہ فرمائیں:-

"شادی ہندو دھرم میں ایک مقدس ملاپ کا نام ہے۔ جس کے ذریعے پتی اور پتنی میں ایک مستقل اور اٹوٹ سمبندھ پیدا کیا جاتا ہے۔ دھرم شاستروں میں شادی کی کئی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ اور ہر ایک قسم شادی میں ہونے والے پتی اور پتنی کے متعلق کافی جانچ اور چھان بین کر لینے کے بعد دونوں کی منظوری سے انہیں اس پوتر رشتہ میں منسلک کیا جاتا ہے۔ والدین یوگیہ ور اور یوگیہ کنیا کی تلاش میں اپنا۔ اپنے پروہت اور اپنے رشتہ داروں کا تمام تجربہ صرف کر دیتے ہیں۔ اور پھر وید منتروں کے ذریعے اگنی کی ساکھشی میں کنیا (لڑکی) کو ایک دان[1] یا عطیہ کی صورت میں ور (خاوند) کے ہاتھوں سونپا جاتا ہے۔ جسے واپس لینے یا دینے کا ادھیکار (طاقت)

[1] لڑکی کو دان اور عطیہ کی صورت میں دینا گویا اسے غلام بنانا ہے۔ ناظرین اس لفظ کو یاد رکھیں کیونکہ اسلام اور ویدک دھرم میں یہی حد فاصل ہے۔ اسلام عورت کو خاوند کے ہاتھ میں بطور عطیہ کے دیکر مرد کی کنیز (لونڈی) نہیں بناتا بلکہ اسکی مصاحبت میں دیکر دونوں کو محبت اور پریم سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی نیچرل (قدرتی) ہے کہ مرد عورت پر غالب ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ مرد عورت پر کسی وقت اتنی سختی کرے جو اسکی قوت برداشت سے زیادہ ہو۔ اس بنا پر عورت کو اختیار دیتا ہے کہ وہ حاکم (قاضی) کے پاس خاوند کی شکائت کرکے اس سے علیحدگی حاصل کرلے۔ اسی کا نام خلع ہے۔

(اہلحدیث)

کسی فریق کو نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ ور اور کنیا وید منتروں کے ذریعے آپس میں یہ پرتگیا کرتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے پر شردھا پریم اور وشواس رکھیں گے۔ اور اس وقت تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونگے۔ جب تک خدانخواستہ ایک کی موت واقع نہ ہو۔ ہمارے گرہست جیون کے سکھ کا راز انہیں خیالات میں پنہاں ہے۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک فریق کو اس مقدس رشتہ کو توڑ دینے کا ادھیکار (طاقت) ہمارے بزرگوں نے دیا ہوتا تو یقیناً عورت کی حیثیت ایک چڑیا اور مرد کی قدر ایک کرایہ کے مکان سے زیادہ نہ ہوتی۔ معمولی سے اختلاف رائے پر ایک دوسرے کو بدل لینے کا ادھیکار دو دلوں میں محبت کا بیج پھوٹنے ہی نہ دیتا شادی کا مسئلہ جو اور گیہوں کے دانوں کے ملاپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور ہمارا سب سے اونچا گرہست آشرم ایک بچوں کا کھیل بن کر رہ جاتا۔ جس میں سکھ اور شانتی کا نام عنقا ہوتا۔ اسی لئے ہمارے دور اندیش بزرگوں نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ شادی ہوجانے کے بعد کسی بھی حالت میں اس رشتہ کو نہ توڑ سکنے کا اٹل قانون انہوں نے رائج کردیا۔ اور ہندو جاتی آج دن تک اس پر وشواس رکھتی ہے۔

نہایت سوچ وچار اور غور و خوض کے بعد اٹھائے ہوئے کسی بھی قدم کو واپس لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ شادی سے پہلے ان تمام باتوں کو اچھی طرح سوچ سمجھ لیا جائے تو شادی فسخ کردینے کی نوبت نہیں آتی۔ افسوس کی بات ہے کہ ڈھائی آنہ کی ایک جراب خریدتے وقت تو ہم دو دوستوں سے مشورہ حاصل کرتے ہیں۔ لیکن جس کے ساتھ ہمیں تمام زندگی گزارنا ہے۔ اس کے انتخاب میں ان تمام باتوں کو نظر انداز کردیتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمیں بعد میں پچھتانا پڑتا ہے دھرم شاستر تو ور اور کنیا کا شادی سے پہلے ڈاکٹری معائنہ کرانے کی بھی آگیا دیتے ہیں۔ تاکہ کسی پرکار کے دیرینہ روگ میں مبتلا کوئی شخص تمام عمر کے لئے کنیا کو اس جائز حقوق سے محروم نہ کردے۔ یہ اور اس قسم کی دیگر احتیاطوں سے کسی بھی لڑکی کا ایک پیدائشی نامرد کے گلے مڑھے جانے کا خطرہ پیدا نہیں ہوسکتا۔" (آریہ گزٹ لاہور صفحہ ۹ مورخہ ۵۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

ف۳ یہ فقرہ ایک آریہ سماجی کے قلم سے نہیں نکلنا چاہئے تھا کیونکہ آریوں کے گرو سوامی دیانند تو عورتوں کو بحالت بیگناہی بھی چھوڑ دینے کا حکم دیتے ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں کہ

عورت بانجھ ہو، اولاد ہوکر مرجائے لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوں تو اسے چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرے (ستیارتھ پرکاش باب ۴ نمبر ۱۳۹) (اہلحدیث)

ف۴ اب کیا حیثیت ہے؟ وہی جو دان اور عطیہ کا اثر ہونا چاہئے یعنی مرد کی لونڈی سمجھی جاتی ہے۔ منوجی کا دھرم شاستر (جو ہندو سماج میں واجب العمل ہے بلکہ سوامی دیانند نے اپنی تصنیفات میں اسکو جگہ جگہ پیش کیا ہے) اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ

عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں اور اسکی وفات کے بعد اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے خود مختار ہوکر کبھی نہ رہے۔ (منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۴۸) (اہلحدیث)

ف۵ یہ حکم اچھا خاصہ غلامانہ قانون ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ (اہلحدیث)

ف۶ خدا جانے آریہ سماجی باوجود ودوان اور فلاسفر ہونے کے واقعات کو وسیع نظر سے کیوں نہیں دیکھتے کیا یہ واقعات ان کے سامنے نہیں ہیں کہ بسا اوقات لڑکے کی بابت نکاح سے پہلے ہر طرح تسلی کرلی جاتی ہے تاہم وہ بری صحبت کے اثر سے متاثر ہوکر گھر بار برباد کرتا ہے۔ محنت سے جی چراتا ہے۔ آوارہ گردی کرتا ہے یہاں تک کہ جیل خانہ آباد کردیتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایک وجوہات ہیں جن میں عورت کی ازدواجی صورت جہنم سے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ ان صورتوں میں مظلومہ کی دادرسی کیسے ہوگی۔ اس کا جواب دینا مذہب کا کام ہے۔ چنانچہ اسلام نے اس کا جواب بالفاظ ذیل دیا ہے

اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ (قرآن مجید)

یعنی ناچاقی اور اختلاف کی صورت میں بیوی خاوند اگر جدا ہوجائیں تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہر ایک کو ایک دوسرے سے بے نیاز کردیگا۔

اسکے مقابلہ میں ویدک دھرم کہتا ہے کہ

اگرچہ شوہر بے مروت ہو اور دوسری عورت کے ساتھ محبت رکھتا ہو یا بے ہنر ہو تو بھی پت برتا (وفادار) استری اس کی سیوا دیوتا کی طرح کرے۔ (منوسمرتی ۱۵۴:۵)

آریہ سجنو! ان مہاشوں سے پوچھو جن کے گھر کنیائیں (لڑکیاں) ہیں اور ان کا پتی ایسا ہے جس کا ذکر اس شلوک میں

قادیانی مشن

آخری فیصلہ پر مباحثہ کی درخواست

؎ پھر دوبارہ عشق کا دل میں اثر پیدا ہوا۔

ہمارے لئے وہ دن روز عید سے کم خوشی کا دن نہ ہوگا جس روز مرزا صاحب کے آخری فیصلے پر مرزائیوں سے ایک بار پھر مباحثہ ہوکر مکرر فیصلہ ہوجائے۔ اس کے متعلق مرزائی کیمپ میں تو چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا ہے۔ مگر بابو عمر الدین شملوی (جالندھری) کبھی کبھی کچھ بول اٹھتے ہیں۔ "اہلحدیث" مورخہ ۲۴ فروری مباحثہ میرٹھ کے ضمن میں ان کا ذکر ہوچکا ہے۔ ہم نے ان کے جواب میں

ہوا ہے۔ ان کی جان پر کیا کیا مصیبتیں ہیں۔ دن کو چین نہیں۔ رات کو نیند نہیں۔ رہ رہ کر ویدک دھرم کو مخاطب کرکے کہتے ہیں ؎

اس کش مکش دام سے کیا کام تھا مجھے
اے الفتِ چمن تیرا خانہ خراب ہو

(اہلحدیث)

لکھا تھا کہ آپ کو اگر "آخری فیصلہ" پر مباحثہ کرنے کا شوق ہے تو بڑی خوشی سے کریں مگر ایسے طریق سے کریں جو نتیجہ خیز ہو۔ جس کی صورت ہم نے یہ بتائی تھی کہ آپ اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب سے سند نیابت و اجازت لے کر میدان میں آئیں کیونکہ آپ بذاتِ خود بوجہ شرکت لدھیانہ کے مباحثہ میں شکست کھا چکے ہیں بلکہ انعامی تاوان میں پچاس روپے بھی دے چکے ہیں اب اس پر کچھ مستزاد ہونا چاہیئے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے امیر صاحب سے نیابت و اجازت حاصل کر کے آئیں"۔ آپ اس کے جواب میں کیا مزے سے لکھتے ہیں کہ:-

کیا پہلے مباحثے میں منشی قاسم علی نے خلیفہ نورالدین کا سرٹیفکیٹ پیش کیا تھا؟ اگر اُس وقت نہیں کیا تھا تو اب مجھے کیوں کہتے ہیں۔

اس کا جواب ہم کئی دفعہ دے چکے ہیں کہ وہ مباحثہ انفرادی حیثیت سے تھا اب جماعتی حیثیت سے ہونا چاہیئے۔ اسی لئے اس کے واسطے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے۔ پھر لکھتے ہیں اور کیا ہی سمجھ سے لکھتے ہیں کہ

"آپ (مولوی ثناء اللہ) جماعت اہل حدیث سے نمائندگی کا سرٹیفکیٹ پیش کریں۔

ان کو حقیقت حال معلوم نہیں یا دانستہ تجاہل کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں اور مرزا صاحب ایک دوسرے کے مدمقابل تھے۔ اس لئے ہماری مثال ایسے مدعی اور مدعا علیہ کی ہے جو بذات خود عدالت میں مقدمہ لڑ رہے تھے اسی دوران میں ایک فریق فوت ہوگیا اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ اب متوفی کے قائم مقام کو اپنی قائم مقامی کا سرٹیفکیٹ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر زندہ کو اس کی ضرورت نہیں۔

پس بات صاف ہے کہ اس مقدمہ میں جو شخص بھی میرے سامنے آئیگا اسکو سند نمائندگی پیش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اگر مجھ سے سند نمائندگی طلب کرنے کی ضرورت ہوتی تو خود مرزا صاحب طلب کرتے۔ اب کون ہے جو ایسا مطالبہ کرسکے با یہ مسئلہ کسی قانون دان سے پوچھ کر سامنے آئیے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے حق میں کہنا پڑے:-

مَالِهٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(از قلم منشی محمد عبد اللہ صاحب معمار امرتسری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سابقہ پرچہ (اہلحدیث ۲۴ ۳۹) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان ہوئی ہے۔ جس میں حضور نے اپنی چھ خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں ایک ختم نبوت کے متعلق بھی ہے مگر خلیفہ صاحب قادیان اس کے مقابل ایک دوسری حدیث (جس میں پانچ خصوصیات مذکور ہیں) بیان کر کے (کیونکہ اس میں ختم نبوت کا ذکر نہیں) سلسلہ نبوت کا جاری رہنا ثابت فرماتے ہیں۔ جس کا جواب اسی پرچہ میں دیا گیا ہے۔ بقیہ آج ہدیہ ناظرین ہے (اہلحدیث)

خلیفہ صاحب! جس حدیث میں حضور کی پانچ "خصوصیتیں" بیان ہوئی ہیں۔ اس میں ایک فقرہ بعثت الی الناس کافۃ اپنے لوازمات کے لحاظ سے اوتیت جوامع الکلم اور ختم بی النبیون کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے کیونکہ جس صورت میں حضور تمام دنیا کی طرف رسول ہوئے یعنی خدا رب العالمین ہے تو آنجناب نذیر العالمین۔ چنانچہ مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے

(الف) "جیسا خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام دنیا کیلئے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت۔ اور آپ کی ہمدردی تمام دنیا سے ہے نہ کسی خاص قوم سے" (چشمہ معرفت حصہ دوم ص۱۶)

(ب) آنحضرت کو تمام عالم کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جو کام حضرت کو سپرد ہوا وہ حقیقت میں ہزار دو ہزار نبی کا کام تھا۔ لیکن چونکہ خدا کو منظور تھا جو بنی آدم ایک ہی قوم کی طرح ہو جائیں اور جیسے یہ سلسلہ وحدت سے شروع ہوا ہے وحدت پر ہی ختم ہو اسی لئے آنحضرت کی رسالت عام تھی" (براہین احمدیہ حاشیہ ص۱۲۵)

اندریں صورت آنحضرت کی رسالت عام کا اعلان اس بات کو مستلزم تھا کہ آپ جوامع الکلم اور خاتم النبیین ہوں۔ تاکہ بعد میں کوئی دنیا پرست دعویٰ نبوت کر کے اسلامی وحدت اور آنحضرت کی رحمت عام و تام میں حائل ہو کر الٰہی مقصد وحدت اقوام کو پراگندہ نہ کر سکے جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنے دعاوی سے مسلمانوں کی رہی سہی جمعیت کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

آمدم بر سر مطلب یہ کہ آنحضرت کی رسالت کا عام ہونا ہی ختم نبوت پر دال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث اعطیت خمسًا میں زیر مضمون "دو خصوصیتوں" کو بیان کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ خلیفہ صاحب! برائے خدا اتنا تو غور فرمائیے کہ جس صورت میں ہزارہا انبیاء کا کام آنحضرت کے لئے ہی سپرد کیا گیا تو پھر کسی جدید نبوت کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ انبیاء کا کام تو آنحضرت کے سپرد ہو گیا۔ بے کام اور نکمے نبی کی ضرورت ہی کیا۔

الغرض خلیفہ صاحب قادیانی کا بیان از سرتا پا غلط و باطل ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ خلیفہ جی نے الفاظ ختم بی النبیون کا جو یہ ترجمہ کیا ہے کہ

"نبیوں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ گذشتہ انبیاء کی شریعتیں اور حکومتیں ختم ہو گئیں"

کیا یہ ٹھیک ہے۔ سو عرض ہے کہ خلیفہ صاحب نے اس میں ایک عجیب چالاکی کی ہے۔ حدیث کے فقرہ اول ارسلت الی الخلق کافۃ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "بھیجا گیا ہوں میں تمام لوگوں کی طرف رسول کر کے"۔ مآل اس ترجمہ کا یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ دوسرے فقرہ ختم بی النبیون کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "ختم کئے گئے میرے ساتھ تمام نبی"۔ مآل اس کا یہ ہوگا کہ اب آپ تمام دنیا کے لئے اکیلے اکیلے ہی

رسول ہوں۔ خلیفہ صاحب نے یہ ہوشیاری کی ہے کہ پہلے فقرہ کا مفہوم لفظی اپنے الفاظ "تمام نبیوں کا زمانہ ختم ہوگیا" میں ادا کر دیا۔ مگر مآلی مفہوم یعنی نبوت کا ختم ہونا کو پس پشت ڈال دیا۔ اسی طرح دوسرے فقرہ ختم النبیون کا لفظی ترجمہ (میرے ساتھ ختم کئے گئے) کو منضم کر لیا اور اس کا مآلی مفہوم (رسالت عام) درج کر دیا۔ یعنی ہر دو فقرات سے ختم نبوت کا مضمون اڑا گئے۔ جو خلیفہ صاحب کی ایمانداری کا واضح ثبوت ہے۔

الغرض اس حدیث سے مسئلہ ختم نبوت پر غیر معمولی روشنی پڑ رہی ہے۔ اگرچہ قادیان شریف کے تیز نظروں کو محسوس نہ ہو

اس حدیث شریف کے بعد جب مرزا صاحب کے ان اقوال پر نگاہ ڈالیں جن میں آپ نے آنحضرت کی رسالت کے متعلق لکھا ہے کہ :- "خدا تمام جہان کا خدا ہے۔ آنحضرت تمام دنیا کے لئے رسول" تو معاملہ اور بھی صاف ہو جاتا ہے۔ نہ ظلیت کی گنجائش اور نہ بروزیت کی جگہ۔

ہاں اگر قادیان والے دو طرح کے خدا مانتے ہیں۔ ایک حقیقی اور دوسرا ظلی و بروزی تو بے شک نبی بھی دو طرح کے بنالیں

اللھم ایدہ الاسلام وانصارہ۔

فتح گڑھ چلو!

جلسہ اہل حدیث کانفرنس ہونے والا ہے

(از مولوی امام خان صاحب نوشہروی)

برادران اہل حدیث! آپ کا جلسہ آپ لوگوں کو بلا رہا ہے۔ انشاء اللہ اگلے ہفتے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جائیگا۔ اس موقع پر کانفرنس کی مجمل تاریخ، اس کی ضرورت اور اس کی کارگذاری بتا کر جماعت اہل حدیث کو اس کی طرف توجہ دلائی جائیگی۔ میں یہ کہنے میں ذرہ نہیں جھجکتا کہ اہل حدیث کانفرنس دسمبر ۱۹۰۶ء میں قائم ہوئی تھی۔ جسے آج ۳۲ سال ہو گئے ہیں۔ اتنی طویل مدت میں جماعتیں بڑی حد تک ترقی کر جاتی ہیں۔ انسان کا بچہ پیدا ہو کر ۳۲ سالہ عمر میں بہت کچھ کام کر لیتا ہے مگر تعلیم و تربیت شرط ہے۔ جس طرح انسان کے باکمال ہونے کے لئے تعلیم و تربیت شرط ہے اسی طرح جماعتوں اور سوسائٹیوں کی ترقی کے لئے بھی قومی یکجہتی اور مالی امداد کا بہم پہنچنا ضروری شرط ہے۔ میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہماری کانفرنس اپنے مقاصد میں کما حقہ کامیابی حاصل نہیں کر سکی۔ اگر میں اس کے اسباب بیان کروں تو امید ہے کہ ناظرین بھی اعتراف کرینگے کہ جماعت اہل حدیث نے اپنی کانفرنس پر پوری توجہ نہیں دی۔ ہر صوبہ اور ہر شہر کے احباب خود ہی اندازہ کرلیں کہ انہوں نے اہل حدیث کانفرنس کے خزانہ میں کیا امداد بھیجی۔ جس قدر امداد بھیجی ہے اسی قدر اس کی ترقی کو قیاس کرلیں۔ باوجود اس بے اعتنائی کے اہل حدیث کانفرنس جن اصحاب کی محنت سے قائم اور زندہ ہے وہ صد شکریہ کے مستحق ہیں۔ چونکہ یہ جلسہ پنجاب میں ہونیوالا ہے۔ اس لئے میں زندہ دلان پنجاب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس جلسہ میں جوق درجوق شریک ہو کر اپنی زندہ دلی کا ثبوت دیں۔ باقی رہا علماء کا مذہبی اختلاف اور اس کا اثر کانفرنس کی ترقی پر۔ تو اس کا فیصلہ گول میز کانفرنس میں ہو جانا چاہئے تاکہ آئندہ کانفرنس کی ترقی کی شاہراہ میں کوئی چیز حائل نہ رہے۔

حسن اتفاق سے اس دفعہ کانفرنس کے صدر ایک تجربہ کار بزرگ ہیں۔ جن کی عمر کا بہت سا حصہ مختلف جماعتوں کی خدمت گذاری میں صرف ہوا ہے۔ اور وہ اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر مخالفین کے نبض شناس بھی ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ ان کی صدارت میں مشکلات کے سب مرحلے باآسانی طے ہو جائینگے۔ اس سلسلہ میں غالباً میری یہ آخری ندا ہے کیونکہ آئندہ ہفتے کانفرنس کا اجلاس شروع ہونیوالا ہے۔ خدا کرے میں اس جلسہ میں شریک ہو کر اپنے احباب کو خوش و خرم پاؤں۔

بریلوی مشن

میرے تاثرات (۲)

ریاست کشمیر اور حیدرآباد دکن

(از مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب خلیل قریشی نظام آبادی)

مضمون ہذا کی پہلی قسط "اہلحدیث" ۶ جنوری ۱۹۳۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ دوسری قسط آج درج کیجاری ہے۔ (مدیر)

ھٰذِہٖ سبیلی ادعو الی اللہ علیٰ بصیرۃٍ انا و من اتبعنی و سبحٰن اللہ و ما انا من المشرکین۔

کشمیر میں اگر شہروں اور قصبوں سے نکل کر باہر باغات اور جنگلات میں چلے جائیں تو وہاں ہر ایک درخت اور گلبن کو توحید رب العالمین کا مبلغ پائینگے ؎

برگِ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق دفتریست معرفتِ کردگار

رنگارنگ کے پھول، عجیب و غریب قسم کے درخت بوقلموں نجوم و نباتات قسم قسم کے پودے۔ گوناگوں جھاڑیاں، نظر فریب سبزہ زار اور سر بفلک اشجار کی سربلند اور فلک شگاف شاخیں لا الٰہ الا ھو کا سبق سکھاتی ہیں (ان من شیءٍ الا یسبح بحمدہٖ ولٰکن لا تفقھون تسبیحھم) اہل دل اور صاحبِ نظر کے لئے کشمیر کی سبزہ زاریاں، دلفریبیاں اور لطافت و خوشگوارئے آب و ہوا، مالک الملک خالق الارض والسموات کی قدرت و صنعت کا محیر العقول نمونہ اور توحید کا سبق ہے۔ لیکن غافل انسان پھر بھی بھولا پھرتا ہے اور شرک کا مرتکب ہوتا ہے (وکاین من آیۃٍ فی السمٰوٰتِ والارضِ یمرون علیھا وھم عنھا معرضون وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون) کشمیر کے قصبوں اور شہروں میں اکثر لوگ اردو سے آشنا اور بوقت ضرورت بولتے ہیں۔ لیکن دیہات اور علاقہ میں تمام کشمیری بولی بولتے ہیں اور ان سے گفتگو کرنے میں جو دقت پیش آتی ہے اس وقت یہ شعر یاد آتا ہے ؎

زبانِ شوخ من ترکی و من ترکی نمیدانم
چہ خوش بودے اگر بودے زبانش در دہانِ من

ایک عجیب اتفاق

سری نگر میں شاہ ہمدان کی خانقاہ ایک مشہور دیدنی عمارت ہے۔ دراصل ہے تو یہ ایک مسجد کی شکل پر لیکن وہاں لوگ شاہ ہمدانی کی نشست گاہ کی طرف سجدہ کرتے اور آہ و زاری کرتے ہیں اس جگہ کا ایک مجاور جو پڑھا لکھا اور عربی سے واقف تھا نشستگاہِ ہمدانی رح کی طرف (شمال کی طرف) مونہہ کر کے دوزانو بیٹھ کر بہت الحاح و زاری سے دعائیں کر رہا تھا اور شاہ مرحوم کو مخاطب کر رہا تھا۔ حالانکہ وہ ان کی دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ (وهم عن دعاءهم غافلون)

جب وہ فارغ ہوا تو میں نے اُس سے وہاں کے حالات کی واقفیت حاصل کرنے کے لئے چند سوال کئے وہ بتاتا گیا آخر اُس نے مجھے ایک بہت بڑی تختی کا قرآن شریف (غالباً قلمی) دکھایا۔ میں نے اُسے کھولا تو اتفاقاً وہ جگہ نکل آئی جہاں پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی:-

من يدع مع الله الهاً آخر لا برهان له به فانما حسابه عند ربه الخ

میں نے پوچھا۔ مولوی صاحب اس کے معانی کی طرف غور فرمائیے۔ کہنے لگے کہ یہی نا کہ شرک اچھا نہیں اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو۔ میں نے کہا کہ پھر جو آپ کر رہے تھے یہ کیا تھا؟ غرضیکہ میں نے اس موقع پر خوب تبلیغ کی۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور مجاورین حضرات مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگے[1]۔

سری نگر میں بے شمار مزارات ہیں اور ہر ایک پر تقریباً شرکیہ اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ ایک بزرگ منطقی عرف دیسی کی قبر پر ذیل کے اشعار لکھے دیکھے۔ جو سراسر شرک کے مظہر ہیں ؎

افعیٔ نفس مرا زخم نہانی زدہ است
حالِ خود مے کنم اظہار کرا یا دیسی
آمدم بردرِ تو حاجت خواہ
نا امیدم مکن ازیں درگاہ

یک نظر بر حالِ زارِ عاصیٔ بے چارہ کن
زاں نظر ہائے کہ خاکِ تیرہ را چو زر کنی[2]

معلوم ہوتا ہے کہ اُن لوگوں کی اس زمانہ میں تعلیم ہی ایسی تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کشمیر کے اکثر اقطاعِ ملک میں موحدین کی کثرت ہے۔ الحمد للہ! جو لوگ شرک اور بدعات سے مجتنب ہیں لیکن قابلِ افسوس امر یہ ہے کہ یہاں کی جماعت کے لوگ تبلیغ سے بالکل غافل ہیں اور بس اسی پر قانع و صابر ہیں کہ وہ خود اہل حدیث ہو گئے جس صورت میں مرزائی مبلغ ہر حصہ ملک کشمیر میں نمودار ہو رہے ہیں اور تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ کشمیر کی اہل حدیث جماعت کی خاموشی اور تبلیغی جمود ایک مجرمانہ سکوت ہے۔

اس کے مقابلہ میں حیدر آباد کو لیں تو یہ جگہ بھی عجیب و غریب اور گوناگوں دلچسپیوں کا مرکز ہے۔ یہاں کے لوگ شائستہ، ملنسار اور خلیق ہیں۔ لیکن آہ توحید خالص سے بہت دور ہیں۔ ویسے رسمی اور نمائشی روایات کے بہت پابند ہیں۔ اگرچہ یہ جگہ علمی اور تحقیقی اداروں کا ایک بہت بڑا مرکز ہے۔ لیکن افسوس کہ

يعلمون ظاهراً من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم غافلون۔

پیر پرستی، قبر پرستی اور انسان پرستی عام ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ اُن لوگوں کی قرآنی تعلیم کی طرف سے عدمِ توجہ کا نتیجہ ہے۔ کوئی اللہ کا بندہ ایسا نہیں اُٹھا جو ان لوگوں میں توحید رب العالمین کی اعلانیہ تعلیم پھیلاتا مذہبی پیاس ضرور ان لوگوں میں موجود ہے۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ سربکف ہو کر اور لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہاں کے مسلمانوں کو درسِ توحید دینا شروع کر دے اور مراسم بدعیہ سے اُن کو آگاہ کر کے حقیقی تعلیم اسلام (یعنی توحید) سے اُن کو بتدریج روشناس کرائے تو عوام الناس کی طبائع کا خیال رکھتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ بہت کم عرصہ میں حیدر آباد کے لوگ موحد اور متبع سنت بن جائیں۔ اہل حدیث جماعت کے یہاں جتنے بھی کم تعداد میں حضرات موجود ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ وہ اپنی تنظیم میں سرگرمی سے منہمک ہیں اور اُن کی تبلیغی سرگرمیاں ایسے عمدہ طریقے پر شروع ہیں کہ دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اگر اسی رفتار پر ان حضرات نے یہ سلسلہ تبلیغ جاری رکھا تو انشاء اللہ بہت جلدی یہ اپنے بلند عزائم کو پھلتا پھولتا دیکھیں گے۔ مختلف موقعوں پر اور مختلف اوقات میں اس مختصر جماعت کی طرف سے متعدد تبلیغی رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً حج کے موقع پر فضائل حج۔ عید کی تقریب پر رسالہ اسلامی عید شب برات کے موقع پر شب قدر کے احکامات و مراسم بدعیہ سے احتراز کے متعلق دلچسپ اسلامی معلومات اور اس کے متعلق احادیث جمع کر کے ایک اشتہار کی شکل میں شائع کیا گیا۔ غرضیکہ یہاں کی جماعت کسی موقع کو ضائع جانے نہیں دیتی اور اسی سلسلہ میں انہوں نے ایک دار المطالعہ بھی قائم کیا ہے۔ اس تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن محترم بھائی مرزا محمود علی بیگ صاحب اور مخلص سرپرست حافظ محمد یوسف صاحب ہیں۔ میں یہاں کی جماعت کی سرگرمیوں اور تبلیغی کارکردگی اور خلوصِ عمل پر ایک گونہ روحانی و قلبی مسرت محسوس کرتا رہا۔ کیونکہ مجھے سکندر آباد اور حیدر آباد دکن کی تبلیغی مساعی اور اشاعت توحید و سنت کی سرگرمیوں میں مستقبل کے لئے ایک چمک اور روشنی نظر آ رہی ہے۔ اگر اسی خلوص سے ان کا کام جاری رہا تو انشاء اللہ بہت جلدی یہ علاقہ شرک اور مراسم بدعیہ کی آلودگی سے پاک اور توحید و اتباع سنت و عمل بالحدیث سے منور نظر آئیگا۔ وما ذلك على الله بعزيز۔

حال ہی میں تقریب محرم پر حضرت مولانا سردار جماعت اہل حدیث مولنا ثناء اللہ صاحب مدظلہ کا ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون رسالہ کی شکل میں شائع کر کے ملک میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مضمون ایسا مدلل اور سلیس قابل فہم ہے کہ امید ہے اس سے اکثر خواندہ حضرات متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے جمود دور کرے اور خود غرضیاں چھوڑ کر ہم بدستور سابق تبلیغ توحید میں مصروف عمل ہو جائیں اور زمانہ کے حوادث اور واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سردار کو سلامت رکھے۔

[1] ان گھورنے والوں کو کچھ دیدیتے تو ان کا گھور نکل جاتا ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ (اہلحدیث)

[2] نفس امارہ کے زہریلے سانپ نے مجھے پوشیدہ کاٹ لیا ہے اے دیسی میں نے اپنا مالِ تباہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے آپ سے حاجت طلب کرنے کے لئے آیا ہوں مجھے اپنی درگاہ سے ناامید نہ پھیرنا۔ مجھ گنہگار کی طرف ایک آدھ وہ نظر کیجئے جو آپکی نظر خاک سیاہ کو سونا بنا دیتی ہے۔ (کاش ایسے الفاظ سے رب العالمین کو پکارا جاتا) وما قدروا الله حق قدره۔ (خلیل)

تردید کفارہ مسیح

(از قلم مولوی عبدالرؤف صاحب۔ جھنڈے نگر۔ ضلع بستی)

سابقہ پرچہ میں مضمون ہذا کی پہلی قسط درج ہوئی ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا صلیب پر چڑھنے کے لئے رضامند نہ ہونا انجیل کے متعدد حوالجات سے ثابت کیا ہے۔ آج بھی اُسی مضمون دوسرے حوالوں سے مدلل کیا ہے۔ (مدیر)

مسیح کی دعا بابت رہائی قبول ہوگئی

اناجیل اربعہ متی، مرقس، لوقا، یوحنا میں سے صرف یوحنا میں مسیح کا موت سے رہائی کے لئے دعا مانگنے کا ذکر نہیں ہے۔ باقی تینوں انجیلوں میں مذکور ہے۔ لوقا میں ایک بار دعا مانگنے کا بیان ہے[۲] اب تعجب ہوتا تھا کہ مسیح جیسے برگزیدہ نبی کی دعا مقبول نہ ہو اور دعا بھی ایسی جو نہائت مخلصانہ ہو اور پھر وہ بھی انتہائی تذلل و خاکساری کے ساتھ زمین کے بل گر کر (مرقس) منہ کے بل گر کر (متی) اور گھٹنے ٹیک کر (لوقا) مانگی گئی ہو۔ اور وہ دعا بھی ایسی درد انگیز اور حاجت آمیز ہو کہ مردود کرنے کے لئے کوئی وجہ باقی نہ چھوڑتی ہو۔ اسی غور میں ہم تھے کہ یہ یاد آیا کہ مسیح کی بہت سی دعائیں انہی اناجیل میں موجود ہیں اور پھر ان کا مقبول ہونا بھی عیاں ہے چنانچہ اندھوں کا اچھا ہونا (یوحنا) مدت العمر مریض کا شفایاب ہونا لنگڑے کا اچھا ہونا (مرقس) گونگے بہرے کا اچھا ہونا (یوحنا ۹/۲۱) مفلوج کا اچھا ہونا (متی ۹/۲) کوڑھی کا اچھا ہونا (لوقا ۵/۱۲) ان انجیلوں میں مسیح کی معمولی روا روی کی دعاؤں کی تاثیر سے بتلایا گیا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ مسیح کی ایک ایسی دعا اپنے بارہ میں مقبول نہ ہو جو نہائت درجہ عاجزانہ ہو۔ لیکن الحمدللہ کہ بعد از مدت عبرانیوں کے حوالہ سے پتہ لگا کہ مسیح کی دعا مقبول ہوگئی تھی۔ چنانچہ پولوس اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں

اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اسکی سنی گئی۔ (دیکھو عبرانیوں کا نامہ ۵ فقرہ ۷)

جب دعا کی تاثیر ایسی تھی کہ مسیح کو موت سے بچا سکتی تھی اور پھر وہ دعا مسیح کی سُن بھی لی گئی تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ مسیح موت سے بچا لئے گئے۔ فہو المراد۔

اب جب مسیح کی موت صلیب کا واقعہ ہی غلط نکلا تو کفارہ مسیح کے باطل اور بے بنیاد ہونے میں کیا شک رہا

مسیح انجیلی حوالوں کی روشنی میں

عیسائی طبقہ کے اعتقاد کے مطابق کفارہ کے لئے ایک معصوم ہستی کا ہونا ضروری ہے۔ اسی بنا پر وہ مسیح کے ماسوا جملہ انبیاء کو غیر معصوم اور خطاکار ثابت کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ کسی نبی کو گناہ کبیرہ سے معصوم نہیں مانتے۔

پس جب ہم مسیحی نظریہ کے مطابق ان کی کتاب بائیبل سے حضرت عیسیٰ مسیح کا معصوم ہونا ڈھونڈھنے لگتے ہیں تو ہمیں معاملہ دگرگوں نظر آتا ہے۔

اول الاناجیل متی پر جب ہماری نظر پڑتی ہے تو ہمیں حسب ذیل فقرہ ملتا ہے:۔

نیک تو ایک ہی ہے (متی ۱۹/۱۷)

پھر مرقس میں اس طرح کے فقرات ہیں:۔

"اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا" (مرقس ۱۰/۱۸)

بعینہ اسی طرح لوقا ۱۸/۱۹ میں بھی ہے۔ یوحنا میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خود اپنے اقرار کے مطابق کوئی نیک انسان نہ تھے۔ شائد کوئی کہے کہ کسر نفسی سے مسیح نے ایسا کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح کی انسانیت سب انسانوں کی انسانیت سے برتر ہے اور اس میں گناہ اور خطاکاری کا کوئی شائبہ نہیں۔ تو پھر جب وہاں کسی طرح کا نقص اور گناہ نہیں تو پھر مسیح کا اپنے آپ کو نیک کا مصداق نہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ کسر نفسی سے وہی قول صحیح ہو سکتا ہے جکی صحت کسی طرح سے ہو سکے۔ مثلاً اور لوگ کیسے ہی نیک ہوں مگر چونکہ ان کی انسانیت میں نقص ہے تو بنابریں وہ اپنے کو ناقص کہہ سکتا ہے مگر حضرت مسیح کی انسانیت ہر برائی سے منزہ ہے اس لئے وہاں نکوئی کی نفی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی۔ پس جب کسر نفسی کا عذر باطل ہُوا تو نکوئی کی نفی کرنے سے مسیح کا اور انسانوں کی طرح غیر معصوم ہونا بداہتہً ثابت ہُوا۔ اسی طرح انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اجنبی عورتوں سے اپنے سر پر عطر ڈلوایا (دیکھو متی ۲۶/۷ مرقس ۱۴/۳ یوحنا ۱۲/۳) یوحنا میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ آدھ سیر خالص عطر کا استعمال اس عورت سے آپ نے کرایا۔ اس نے کچھ سر پر ڈالا (مرقس) کچھ پاؤں پر ملا۔ (یوحنا)

لوقا میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ

ایک عورت نے جو اس شہر کی بدچلن اور فاحشہ عورت تھی مسیح کا پاؤں دھویا پھر اپنے بالوں سے پونچھا پھر انہیں چوما اور ان پر عطر ملا۔ (لوقا ۷/۳۶)

یہ واقعہ صرف لوقا میں ہے۔

ظاہر ہے کہ اجنبی عورت بلکہ فاحشہ اور بدچلن عورت سے سر کو اور پاؤں کو ملوانا اور وہ بھی اس کے بالوں سے ملا جانا کس قدر احتیاط کے خلاف کام ہے۔ اس قسم کے کام شریعت الٰہیہ کے صریح خلاف ہیں۔ امثال میں کیا خوب لکھا ہے کہ

بیگانہ عورت تنگ گڑھا ہے اور فاحشہ گہری خندق ہے وہ راہزن کی طرح گھات میں لگی ہے اور بنی آدم میں بدکاروں کا شمار بڑھاتی ہے۔

(امثال باب ۲۳۔ فقرہ ۲۸)

اسی طرح انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ سے شراب سازی کا کام لیکر اپنا جلال

[۲] مرقس میں دو مرتبہ دعاء رہائی مانگنے کا ذکر ہے۔ متی میں مسیح کے تین بار دعا مانگنے کا ذکر ہے۔

ظاہر کرتے تھے۔ (دیکھو انجیل یوحنا ۲/۹)
(یہ واقعہ صرف یوحنا میں ہے)

دیکھو شراب جیسے ام الخبائث چیز کا بنانا اور شادی کی دعوت کے لئے اس شراب کو پیش کرنا اور خود شرابی اہل مجلس کی دعوت میں معہ والدہ کے شریک ہونا اسی یوحنا میں موجود ہے۔ حالانکہ شراب عہد عتیق کی کتابوں میں قطعی حرام قرار پا چکی تھی۔ حضرت یسعیاہ شراب پینے والوں کی بابت فرماتے ہیں:۔

اُن پر افسوس جو مے پینے میں زور آور اور شراب ملانے میں پہلوان ہیں۔ (دیکھو یسعیاہ باب ۵ فقرہ ۲۲)

حضرت ہوسیع فرماتے ہیں:۔

بدکاری اور مے اور نئی مے سے بصیرت جاتی رہتی ہے۔ (ہوسیع ۴/۱۱)

دانی ایل نبی بھی شراب کو نجس اور ناپاک کرنے والی بتلاتے ہیں۔ (دانی ایل باب اول فقرہ ۸)

باوجود اس کے کہ اکثر عہد عتیق کی کتابوں میں اسکی ممانعت اور مذمت مذکور تھی۔ لیکن مسیح نے شرائع انبیاء سابقہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور بقول یوحنا شراب بنائی اور شرابی مجلس میں معہ والدہ کے شریک ہوئے۔ حالانکہ خود ہی فرماتے ہیں:۔

یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (متی ۵/۱۷)

ان حالات میں مسیح کی شراب سازی خلاف شریعت فعل ہے

انجیل کے مطالعہ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے کذب کو روا رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کا قول سردار کی لڑکی کی بابت اس طرح منقول ہے:۔

تم کیوں غل مچاتے اور روتے ہو لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ (متی ۹/۱۸ مرقس ۵/۳۹ لوقا ۸/۵۲)

اس کے بعد مسیح نے کہا اے لڑکی اُٹھ۔ وہ لڑکی اُٹھ کر چلنے پھرنے لگی۔ اس موقعہ پر عیسائی کہتے ہیں کہ وہ لڑکی مر گئی تھی حضرت مسیح کے معجزہ سے زندہ ہوئی۔ چنانچہ لوقا سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ لوقا کے الفاظ یہ ہیں:۔

اُس کی روح پھر آئی اور وہ اسی دم اُٹھی۔
(اس بیان میں لوقا متفرد ہے)

روح پھر آنا دلالت کرتا ہے کہ اس کی روح نکل چکی تھی دوبارہ زندہ ہوئی۔ لہٰذا ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ مسیح نے اس جگہ ناراست بات کہی اور خلاف واقعہ شہادت دی۔ حالانکہ مسیح نے خلاف واقعہ بات کرنے سے خود ہی شاگردوں کو منع کیا ہے۔ (مرقس باب ۱۰/۱۹) خون نہ کر زنا نہ کر چوری نہ کر جھوٹی گواہی نہ دے۔ امثال ۱۹/۵ میں ہے کہ جھوٹا گواہ بے سزا نہ چھوٹیگا اور جھوٹ بولنے والا رہائی نہ پائیگا۔

اسی طرح یوحنا میں ہے کہ

لوگوں نے مسیح سے کہا کہ تم عید میں جاؤ میں ابھی اس عید میں نہیں جاتا۔ لیکن جب اس کے بھائی عید میں چلے گئے اس وقت وہ بھی گیا۔ (یوحنا ۷/۸)

دیکھو حضرت مسیح نے عید میں جانے سے انکار کیا۔ اور پھر چھپ کے گئے۔ ——— اور متی کے حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نے جھوٹ بولنے اور کتمان حق کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ چنانچہ متی میں ہے:۔

تب اس وقت اس نے حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ یہ یسوع مسیح ہے۔ (متی ۱۶/۲۰)

یہ مضمون لوقا اور مرقس میں بھی ہے۔

ظاہر ہے کہ جب امر حق کے پوشیدہ کرنے کا حکم فرمایا تو صراحۃً ثابت ہوا کہ اگر کہیں بتانے ہی کی ضرورت پڑے تو خلاف حق ناراست بات کہدو۔ ان واقعات سے مسیح کی تعلیم متعلقہ صدق و کذب ظاہر و باہر ہے۔

ہمیں انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اپنی والدہ کی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ یوحنا میں حضرت مسیح کا قول اپنی والدہ کی نسبت یہ ہے:۔

اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام (یوحنا ۲/۴)

یوحنا کے خاتمہ پر ہے کہ مسیح نے اپنی ماں اور اپنے عزیز شاگرد کو صلیب کے پاس کھڑے دیکھ کر یوں کہا:۔

اے عورت دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے (۱۹/۲۶)

دیکھئے ان ہر دو جملوں سے مسیح نے والدہ محترمہ سے کتنی بے التفاتی کی ہے۔ مقام حیرت ہے کہ مسیح اپنی والدہ کو سیدھے ماں بھی کہنا گوارا نہیں کرتے اور القاب تو کجا بلکہ نہایت ادنیٰ اور بے وقعتی پر دلالت کرنے والا لفظ عورت ماں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ والدین کی تعظیم کا حکم اتنا موکد ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے لوح موسیٰ پر اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا تھا۔ (خروج ۲۰/۱۲)

امثال میں لکھا ہے اپنے ماں باپ کو خوشی رکھ، اپنی والدہ کو شادمان رکھ۔ (دیکھو امثال ۲۳/۲۵)

اسی طرح تاکیدی حکم استثنا ۵/۱۶ احبار ۱۹/۳ میں بھی موجود ہے

اسی طرح مسیح نے خود فرمایا ہے:۔

خدا نے فرمایا ہے کہ باپ کی اور ماں کی عزت کر اور جو باپ یا ماں کو بُرا کہے وہ ضرور جان سے مارا جاوے (متی ۱۵/۴ مرقس ۷/۱۰)

اب جب مسیح نے ماں کی تحقیر اور بے عزتی ظاہر کر کے شرائع سابقہ کے تاکیدی احکام بلکہ خود اپنے ہی قول کے خلاف کیا تو ان کے غیر معصوم اور غیر محفوظ ہونے میں از روئے بائیبل کیا شک رہا۔

ہمیں انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے یہود کے علماء کے حق میں درشت الفاظ اور نہایت سخت کلام کا استعمال کیا ہے۔ متی باب ۲۳ کے فقرات حسب ذیل ہیں:۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ آسمان کی بادشاہت کو لوگوں پر بند کرتے ہو۔ (۱۳) اے ریاکار فقیہو اور فریسیو کہ تم بیوہ عورتوں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہو۔ (۱۴) اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس ہے کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مرید ہو جاتا ہے تو اُسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔ (۱۵) اے اندھے راہ بتانے والو (۱۶) اے احمقو اور اندھو (۱۷) اے اندھو (۱۹) اے سانپو اے افعی کے بچو تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچوگے (۳۳) اے سانپ کے بچو (لوقا ۳/۷) اے بے اعتقاد اور کجرو قوم (لوقا ۹/۴۱) تم اپنے باپ ابلیس سے ہو (یوحنا ۸/۴۴) بے ایمانوں کو مسیح نے کتا کہا دیکھو کنعانی عورت کا قصہ (متی ۱۵/۲۶)

اے بدکارو (متی ۷/۲۳) اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو۔ (متی ۱۶/۲۳) اے ملعونو! (متی ۲۵/۴۱) ایک طرف تو یہ مسیح کی سخت کلامیاں ہیں اور دوسری طرف مسیح کے یہ فقرات ہیں:-

"لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اس کو احمق کہیگا وہ آگ کے جہنم کا سزاوار ہوگا۔
(متی ۵/۲۱)

اب مسیح کے الفاظ ناظرین کے سامنے ہیں۔

ہمیں انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنے عہدے کا مقصد بھی پورا نہ کیا۔ دیکھو مسیح خود فرماتے ہیں:- "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ (یوحنا ۱۶/۱۲)

پس جب مسیح کی نسبت یہاں تک لکھا ہے کہ وہ فریضۂ تبلیغ کو بھی ناقص و ناتمام چھوڑ کر گئے۔ تو صاف معلوم ہوا کہ مسیح نے خدا کی تمام باتیں اس کے بندوں تک نہیں پہنچائیں یہ اکیلا الزام جو انجیل کے حوالہ سے ظاہر ہے سب الزاموں سے ڈبل ہے۔ اور شانِ رسالت کی تنقیص کا باعث ہے۔

نوٹ یہ نتائج انجیلی حوالجات پر مبنی ہیں۔ اہل اسلام ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

(باقی باقی)

جماعت اہل حدیث کی جماعتی پراگندگی

اور

اصحاب درد کی نیک مساعی

(از قلم مولوی محمد صاحب چکر دھر پوری)

عرصہ دراز سے میں جماعت اہل حدیث کی ناگفتہ بہ انتشار، خطرناک پراگندگی اور روبہ زوال حالات کا نہائت سوز و درد سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ ایک نہیں بیسیوں مضامین جماعتی تنظیم و تالیف۔ اور آپس کے اختلافات و اشتتات کے متعلق دیکھنے میں آئے۔ نہایت قیمتی سے قیمتی تجاویز بھی زینت صفحات بنیں۔ بہترین اسکیمیں بھی بنائی گئیں۔ مگر افسوس یہ حقیقت کتنی تلخ اور مایوس کن ہے کہ جتنی ترکیبیں سنور نے کی کی گئیں اتنا ہی الجھاؤ پیدا ہوتا گیا۔ جتنی کوشش حقیقت سے قربت کی کی گئی اتنا ہی بعد ہوتا گیا۔ آج حال یہ ہے (خدا میرا خیال غلط کرے) کہ جماعت اہل حدیث من حیث الجماعت تقریباً مردہ ہو چکی ہے۔ زندگی کی روح فنا ہو چکی ہے۔ رہے سہے آثار حیات بھی تدریجی طور پر مٹتے جا رہے ہیں۔ کتاب و سنت کا وہ شوق و ذوق جو آج سے قبل تھا قصہ پارینہ ہو کر رہ گیا ہے۔ صرف نام کے چند ایسے سہل العمل مسائل پر عمل پیرائی رہ گئی ہے جس میں روحانی و جسمانی تکالیف کا سامنا نہ ہو اور بس! ہماری اتباع سنت اطاعت کتاب کا یہ خلاصہ ہے۔ کیا انہیں لچھنوں سے ہم زندہ جماعت میں شمار کئے جا سکتے ہیں؟ کیا ہماری حالت اور ان بتدعین و جامدین کی حالت میں کچھ بھی فرق ہے جو مزے لے کر کے نیقربن کر روایتی و سماعی باتوں پر شدت سے معتقد ہیں اور اپنے دل کی گہرائیوں سے اسے اپنا ذریعہ نجات اور آخری جادۂ عمل سمجھے ہوئے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جیسے کتاب و سنت کے اثرات سے ان کے دل خالی اور ان کا ذوق اِبا کر رہا ہے۔ ویسا ہی ہمارے دل اور زبان عملاً کتاب و سنت اور سلف صالحین کے "اسوۂ عمل" کے باغی اور سرکش ہو رہے ہیں۔ جس طرح دوسری جماعتوں نے اپنے کو ہلاکت و خباثت کے دلدل میں پھنسا دیا تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ ان کا یہ اعتقاد راسخ ہو چکا تھا کہ عمل تمام احکام اسلام و فرامین رسول انامؐ پر ضروری نہیں بلکہ چند چھوٹے چھوٹے مسائل کو اپنا "سرمایۂ عمل" بنا کر جنت و بہشت کے واحد ٹھیکیدار بن بیٹھے تھے۔ انجام کار ہمارے سامنے ہے۔ ایسی قومیں اور امتیں آج بھی صورۃً زندہ نظر آتی ہیں مگر عملاً وہ مُردہ ہو چکی ہیں۔ زندہ قومیں انہیں پائے استحقار سے ٹھکرا دیتی ہیں اور کچلتے ہوئے آگے نکل جاتی ہیں۔ کیا ہوا کیا جماعت اہل حدیث نے ہندوستان میں پہلے پہل اعلان حریت نہیں کیا تھا؟ کیا پنجاب کا چپہ چپہ اور بالاکوٹ کے میدان کارزار کا ذرہ ذرہ اور وادیٔ سرحد کی پہنائیاں ان کی مساعی جمیلہ کی زندہ یادگار نہیں ہیں؟ کیا بدعت و شرک کے خلاف تقریریں و تحریریں نہیں نکلتی تھیں؟ کیا وہ مسلک تقیہ سے لساناً انکار کرتے ہوئے عملاً اس کی تائید کرتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ آج کیا ہو رہا ہے مصلحت بینی پر بہتیرے ذمہ دار اہل حدیث اپنے مسلک اور مشہور شیوۂ اعلان حقانیت کو پائمال کر رہے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ خضر ہی غلط رہنمائی کریں تو منزل مقصود تک رسائی معلوم اور لیلیٰ مطلوب سے وصال خواب و خیال۔

گستاخی معاف! ہمارے علماء جو صحیح معنوں میں ہماری رہنمائی کے ذمہ دار تھے آج اپنے فرائض کو فراموش کر کے ہم عوام کو گمراہی اور بادیہ ضلالت میں "خبط عشوا" بنا کر بھٹکا رہے ہیں۔ ہماری جماعت کا طرۂ امتیاز "مسلک کتاب و سنت" کا اتباع اور روایات و محدثات سے اِبا تھا۔ مگر آج خود ہماری جماعت میں ایک نہیں چند پارٹیاں بن گئی ہیں اور ایسی پارٹیاں کہ اگر ایک پارٹی سے انکار کیجئے تو جہنم کے "طبقہ سفلی" کے یقیناً مستحق ٹھہرئیے۔ اگر ان کے خانہ ساز "لائحہ عمل" سے سرمو انحراف کیجئے تو گردن زدنی اور قابل کشتنی ٹھہرئیے۔ ہر پارٹی اپنی اپنی ڈفلی بجا رہی ہے اور ٹولی ٹولی بنا کر اجتماعی طاقت کو نہائت بے دردی اور سفاکی سے ذبح کر رہی ہے۔

خدا ان علماء کی قبر پر رحمت کے پھول برسائے جنہوں نے اہل حدیث کانفرنس کی شکل میں ایک متحدہ پلیٹ فارم بنایا تھا مگر افسوس فلک کجرفتار کو جماعت کے اتحاد و ائتلاف کی پیاری ادا ایسی زہر معلوم ہوئی کہ آج اس کے خلاف بہت سے اصحاب کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے متحد ہو کر اسکے بیخ و بن سے استیصال کے درپے ہیں۔ میں نہائت الحاح و ادب سے تمام سرکردہ اصحاب جماعت کی خدمت میں عرض کرونگا کہ خدا کے لئے آپس کے تمام اختلافات کو خیرباد کہہ کر قوم و ملت کی ترقی و تعالی اور اسکی فلاح و بہبودی میں

وہ تمام اوقات عزیز اور عمر مغتنم کو صرف کریں- جو ایک دوسرے کی عیب جوئیوں اور شکوہ سنجیوں میں بلا فائدہ صرف ہو رہی ہیں- بلکہ خسر الدنیا والآخرہ کا دلخراش نظارہ ہمارے اور آپ کے پیش نظر ہے- آئیے! ایک ہی نظام کو اپنا محور و مرکز تسلیم کریں اور اسی کے روش و گردش پر چل کر دین و دنیا اور قوم و ملت کے مفاد کو حاصل کریں اس وقت سیاسی رفتار اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر ہم اپنے تغافل و تساہل اور جمود و خمود کو یک قلم نہ چھوڑ دینگے تو ذلت آفرین نتائج سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم کنار رہنا ہوگا-

میں جناب شاکر صاحب کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے "انقلاب زندہ باد"[1] کے پردے میں پیام انقلاب دیا ہے میں نہایت خندہ پیشانی سے اس پر لبیک کہتا ہوں اور ان کی تجاویز سے اتفاق کرتا ہوں- اس وقت نوجوان علما آزمودہ کار علماء کی قیادت میں تبلیغ دین متین و توصیہ کتاب و سنت کے لئے نکل پڑیں تو اس وقت ایک بہت بڑے فریضہ سے سبکدوش ہوں- ہر جگہ "کانفرنس" کا جال بچھا دیا جائے- صوبہ واری، ضلع واری، ڈویژن و قصباتی شاخیں قائم کر دی جائیں تو مہینوں کا پروگرام تھوڑے وقت میں انجام دیا جا سکتا ہے- اس وقت اسکی ضرورت نہیں ہے کہ "مسلمان کیا کریں"؟ "غریب مسلمان کدھر جائیں"؟ "جماعت اہل حدیث کس سے تعاون کرے"؟ بلکہ ضرورت یہ ہے کہ جہاں جس جگہ، جونسا سہل الحصول "لائحہ عمل" بن سکے بنائیں- اور اہل حدیث کانفرنس (جس کا جلسہ ۷-۸-۹- اپریل کو فتح گڑھ ضلع گورداسپور ہونے والا ہے) کی زیر سرکردگی "عمل" پر چل پڑیں- ورنہ نصب العین کی تعیین اور اصول کی وضع میں جس طرح مسلمان برادرانِ وطن کے مقابلہ میں پچاس سال پیچھے رہ گئے ہیں- اگر اس وقت بھی لفظی نزاع اور باہمی کشاکش میں اس مبارک گھڑی اور سنہری موقع کو کھو دینگے تو پھر دھاڑیں مار مار کر رونے سے بھی کوئی آپ پر ترس نہ کھائیگا- اب میں آخری کلمات کہونگا کہ جلسہ فتحگڑھ میں ضرور شریک ہوں اور وہاں جو رائے قرار پائے اس پر عمل کریں-

---

[1] ملاحظہ ہو "اہلحدیث" ۲۰- جنوری ۱۹۳۹ء

ویدوں کے تراجم اور تفاسیر

(مرقومہ جناب مقصود حسن صاحب مقیم جھانسی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اُردو میں اگرچہ آریوں کے خلاف مناظرانہ انداز میں کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں- لیکن ہم کو افسوس ہے کہ اون میں بہت ہی کم ایسی ہیں جن کو واقف کار مصنفین نے لکھا ہو ورنہ زیادہ تر لوگوں نے سوامی دیانند جی کے ترجمۂ وید اور دیگر کتابوں کو پڑھ کر ان پر اعتراضات کر دیئے ہیں- خود ویدوں کا مطالعہ اون میں سے کسی نے نہیں کیا- الا ماشاءاللہ ایسی کتابوں اور رسالوں کے ذکر کو چھوڑ کر ہم صرف ان رسالوں کا ذکر کرینگے- جس سے ناظرین کو وید کے مضامین پر کچھ وقوف حاصل ہو سکتا ہے- اور جن کی تعداد چند سے زیادہ نہیں ہے-

سرگذشت وید یا ۱۱۳۱ وید کے چار کیونکر رہ گئے- مؤلفہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی لاہور- یہ ایک آریہ اور ایک مسلمان کا فرضی مناظرہ ہے- اس میں ویدوں کے متعلق مفید معلومات ہیں-

ویدوں کا بہشت- یہ رسالہ بھی مولوی عبد الحق صاحب ممدوح نے لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ویدوں کی رو سے بھی بہشت میں وہ تمام چیزیں پائی جاتی ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے-

سوامی دیانند اور وید- اس میں غازی محمود دھرمپال صاحب بی- اے لدھیانہ نے سوامی دیانند کے ترجمہ یجر وید سے چھانٹ کر وہ منتر جمع کر دیئے ہیں- جن میں جدال و قتال کا ذکر ہے-

قدیم ہندوستان میں گائے کے گوشت کا استعمال- یہ ترجمہ ہی ڈاکٹر راجہ راجیندر لال متر کے ایک عالمانہ انگریزی مضمون کا جو ممدوح کی کتاب

INDO - ARYANS.

میں چھپا تھا- مضمون نام سے ظاہر ہے- اردو ترجمہ رسالہ "الناظر" لکھنؤ میں چھپا تھا اور کتابی صورت میں دفتر اخبار "مدینہ" بجنور وغیرہ سے ملتا ہے- اس رسالہ میں اگرچہ ویدوں کے حوالے بھی ہیں مگر بہت کم- اس کمی کو پورا کرنے کے لئے خاکسار راقم الحروف (مقصود حسن متوطن روڑکی) نے ایک انگریزی مضمون

Use of Beef in Ancient India

میں تحریر کیا تھا- جو پہلے انجمن اشاعت احمدیہ لاہور کے سہ ماہی انگریزی رسالہ میں شائع ہوا- اور پھر اخبار "لائٹ" لاہور میں نومبر ۱۹۲۵ء میں چھپا-

قدیم ہندوستان میں بہشت کا تخیل- یہ مضمون بھی راقم الحروف کا تحریر کردہ ہے اور مولوی عبد الحق صاحب کی کتاب سے بہت مختصر ہے- تاہم اس مضمون میں جو وید منتر استناد میں پیش کئے گئے ہیں اون میں سے اکثر کتاب مذکور میں نہیں ہیں- یہ مضمون رسالہ "نظام المشائخ" دہلی بابت نومبر ۱۹۳۰ء میں چھپا تھا-

کائنات اور اس کا خالق ویدک رشیوں کے خیال کے مطابق- اس رسالہ میں راقم الحروف نے وید کے اون تمام سوکتوں اور منتروں کا ترجمہ دیا ہے- جن میں کائنات کے آغاز اور خدا کی ذات و صفات کا بیان ہے- یہ رسالہ نظام المشائخ میں بالاقساط اپریل ۱۹۳۲ء سے دسمبر ۱۹۳۲ء تک شائع ہوا ہے-

اتھروید پر ایک نظر- اس میں اتھروید کے جستہ جستہ گیتوں کا ترجمہ راقم الحروف نے درج کیا تھا- جس کی چند قسطیں رسالہ "تبلیغ" انبالہ میں ۱۹۲۸ء و ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئیں- بعد میں جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ اسلام انبالہ نے پوری کتاب کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ کیا لیکن یہ ارادہ عمل میں نہ آ سکا (غالبًا کمی سرمایہ کی وجہ سے) اور اب تک کتاب کا مسودہ بھی دفتر تبلیغ سے شاید گم ہو گیا ہوگا-

وید درشن- مرتبہ مقصود حسن متوطن روڑکی- اس چھوٹے سے رسالہ میں وید کے متفرق مضامین کے منتر جمع کئے گئے

اخبار اہلحدیث امرتسر کے جون - جولائی - اگست اور اکتوبر ۱۹۳۳ء کے پرچوں میں چھپا تھا۔

ویدارتھ پرکاش عرف ویدک تہذیب - مصنفہ پنڈت آتمانند صاحب ست دھرمی - مقیم امرتسر ۔ اس کتاب کے نصف اول میں ویدک الہام اور رشیوں وغیرہ کے متعلق مضامین ہیں - اور نصف دوم میں ویدوں کا پایہ تہذیب سے گرا ہوا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اچھی کتاب ہے اور ۱۰ ار میں منیجر صاحب "اہلحدیث" امرتسر سے ملتی ہے - پنڈت آتمانندجی اور بھی مفید کتابیں چھپوانے والے ہیں - مثلاً ویدارتھ پرکاش کا دوسرا حصہ - اور قربانی کا ثبوت ویدوں سے وغیرہ - ہم کو ان کے شائع ہونے کا انتظار ہے۔

پنڈت ستیہ دیوجی (سابق غلام حیدر صاحب) نے بھی کئی چھوٹے چھوٹے لیکن مفید رسالے ویدوں کے متعلق شائع کئے ہیں - جن کے نام حسب ذیل ہیں :-

(۱) پیدائش دنیا از روئے وید
(۲) پیدائش دنیا از روئے برہمن گرنتھ
(۳) ویدوں کے ظاہر کنندہ
(۴) وید کیا چیز ہے۔
(۵) اہل ہنود کے علوم الہیہ۔

کتابوں کے مضامین اُن کے نام سے ظاہر ہیں - تمام کتابیں تقریباً ۸ ؍ میں مصنف سے دفتر دھرم دیواکر - گولا دینا ناتھ شہر بنارس سے یا دفتر اہل حدیث امرتسر سے ملیں گی۔

"حدوث وید" - "جہاد وید" - یہ دونوں رسالے حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب زید مجدہم کی تالیفات سے ہیں اور دفتر اہلحدیث امرتسر سے ملیں گے۔

ویدک پدانو کرم کوش - یہ اعلیٰ درجہ کی کتاب ابھی حال میں میری نظر سے گزری ہے - مصنف اس کے پنڈت وشو بندھو شاستری ہیں - اس کتاب میں جو دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے - برہمن گرنتھوں اور آرن یکوں میں آئے ہوئے تمام الفاظ کی فہرست دی ہے اور ہر لفظ کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ وہ کہاں کہاں ان کتابوں میں وارد ہوا ہے - یہ کتاب دراصل سوامی وشویشور آنند اور سوامی نیتانند کی فہرستوں کے سلسلہ میں ہے - جن کا ذکر احقر نے "اہلحدیث" مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء کے ص۱۲ پر کیا ہے - وشو بندھو جی اسی طرح کی ایک فہرست اپنشدوں کے الفاظ کی بھی تحریر کر رہے ہیں - پنڈت جی وہی بزرگ ہیں جو حلقہ آریہ سماج سے زبردستی خارج کئے جا چکے ہیں (دیکھو اہلحدیث مورخہ ۵ - مارچ ۱۹۳۷ء ص۹)

خاتمہ اب اس طویل اور خشک مگر پُر از معلومات مضمون کو ختم کیا جاتا ہے - اگر اللہ پاک کو منظور ہے تو یہ مضمون علیحدہ بھی ایک رسالہ کی شکل میں **معلومات وید** کے نام سے شائع کیا جاویگا - کوئی اہل ہمت صاحب مطبع اس کو چھاپنے کے لئے آمادہ ہوں تو اطلاع دیں - یہ رسالہ دراصل تین ابواب میں منقسم ہے - جن میں سے دو باب ناظرین اخبار اہلحدیث کی نذر کئے جا چکے ہیں - پہلا باب معلومات عامہ کا ہے جو "اہلحدیث" مورخہ ۱۳ - جنوری ۱۹۳۹ء ص۹ کالم ۳ کے آغاز پر ختم ہوتا ہے - دوسرا باب تراجم اور تفاسیر کا ہے جو مذکورہ بالا تاریخ کے پرچہ کے عنوان "چتر وید بھاشیہ کار" سے شروع ہو کر آج ختم ہو رہا ہے - چونکہ مضمون خشک ہے اور ممکن ہے کہ ناظرین اس کو پڑھتے پڑھتے اکتا گئے ہوں - اس لئے اس سلسلہ کو سردست ختم کر کے "آریہ مشن" کے اور مضامین جو دلچسپ بھی ہونگے - ہدیۂ ناظرین کئے جائینگے - زاں بعد معلومات وید کا تیسرا باب شائع کیا جاویگا - جس کا عنوان ہوگا :- "چتر وید انوکرمنی" یعنی فہرست مضامین ہر چہار وید - فقط - والسلام !

(مقصود حسن از جھانسی)

ضروری پیغام !

مسلمانان عالم کے نام

عالیشان تجارت

(از قلم مولوی ابو نعیم عبدالرحیم صاحب از بہاول نور شیخ)

قرآن کریم اور فرقان حکیم یعنی برہان عظیم میں خدائے علیم و حلیم ایک تجارت یعنی سوداگری کی طرف توجہ دلاتا ہوا فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(سورہ صف - پارہ ۲۸)

ترجمہ :- اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو کیا خبردار کروں میں (اللہ) تم کو اوپر (ایک) سوداگری کے کہ نجات (رہائی) دے تم کو (لوگو) عذاب درد دینے والے سے (وہ یہ کہ) ایمان لاؤ (سچے دل سے) ساتھ اللہ (تعالیٰ) کے اور رسول اوس کے کے اور جہاد کرو بیچ راہ خدا کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے یہ (کام) بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم (لوگ) جانتے بخشے گا (اللہ) واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور داخل کرے گا (اللہ) تم کو بہشتوں میں (کہ) چلتی ہیں نیچے اون کے نہریں جگہیں رہنے کی پاکیزہ ہیں بیچ بہشتوں عدن کے یہ ہے مراد پانا بڑا ایک بات اور کہ چاہتے ہو اوسکو مدد خدا کی طرف سے اور فتح نزدیک اور خوشخبری دے (اے نبیؐ) ایمان والوں کو۔

صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسوله نبی الکریم ونحن علیٰ ذالك من الشاهدين ۔

مسلمانو ! یہ ایک ایسی تجارت ہے کہ کبھی خسارہ میں نہ رہے گی۔

مسلمان لوگ خدا جانے کب اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں ؟ خدایا ہم سب مسلمانوں کو متفق فرما کر دین اسلام کی خدمت پر کمربستہ فرما - آمین !

وما علینا الا البلاغ

فتاویٰ

س ۱۰۴ } عبادات بدنیہ کا ثواب مردے کو بخشا جائے تو اس کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ عمرو پہنچنے کا قائل ہے زید عدم کا - عمرو احادیث ذیل سے استدلال کرتا ہے - (مفتی)

روی ابوبکر النجار فی کتاب السنن عن علیؓ بن ابی طالب ان النبی صلعم قال من مر بین المقابر فقرأ قل ھو اللہ احد احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات أعطی من الاجر بعدد الاموات - و فی سنۃ ایضاً عن انس یرفعہ - من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰسٓ خفف اللہ عنھم یومئذٍ - و ایضاً عن ابی بکر الصدیق رضؓ قال رسول اللہ صلعم من زار قبر والدیہ او احدھما فقرأ عندہ او عندھما یٰسٓ غفر لہ و ایضاً روی ابو حفص بن شاھین عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلعم من قال الحمد للہ رب العالمین رب السموات و رب الارض الی آخر الحدیث

آخر حدیث کے الفاظ یہ ہیں ثم قال اللھم اجعل ثوابھا لوالدیّ لم یبق لو الدیہ حق الا اداہ الیھما —— روی ابوبکر النجاد فی کتاب السنن من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ انہ سأل النبی صلعم فقال یا رسول اللہ ان العاص بن وائل کان نذر فی الجاھلیۃ ان ینحر مائۃ بدنۃ و ان ھشام بن العاص نحر حصتہ خمسین افیجزئ عنہ فقال صلعم ان اباک لوکان اقر بالتوحید فصمت عنہ او تصدقت عنہ او اعتقت عنہ بلغہ ذالک و روی الدارقطنی قال رجل یا رسول اللہ کیف ابر ابوی بعد موتھما فقال ان من البر بعد الموت ان تصلی لھما مع صلاتک و ان تصوم لھما مع صیامک و ان تصدق عنھما مع صدقتک - و فی کتاب القاضی الامام ابی الحسین بن الفراء عن انس رضی اللہ عنہ انہ سال رسول اللہ صلعم فقال یا رسول اللہ انا نتصدق عن موتانا و نحج عنھم و ندعو لھم فھل یصل ذالک الیھم قال نعم و یفرحون بہ کما یفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ (عینی شرح بخاری جلد اول ص ۸۷۵ و ص ۸۷۶)

اب جناب سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا عمر کا کہنا صحیح ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو احادیث مذکورہ کا کیا جواب ہوگا؟ (المستفتی محمد اکبر خان سرگاؤں ضلع بلاسپور)

ج ۱۰۴ } قرآن پاک سے بھی اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ فوت شدگاں کے واسطے طلب مغفرت ان کے حق میں مفید ہے - ایسا کرنا ممنوع نہیں جائز بلکہ ضروری ہے - ارشاد ہے :- یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان - اے خدا ہمیں بخش اور ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے با ایمان گزرے ہیں - اس لئے یہ بات درست ہے کہ قرآن خوانی کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ خلاف شرع طریق پر نہ ہو - (ایک آنہ برائے غریب فنڈ وصول)

س ۱۰۵ } کیا فرماتے ہیں آپ اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بی بی ھندہ کو بعوض ایک سو دس روپیہ کے اسٹامپ کاغذ پر طلاق لکھ دی اور عدت ہی میں رجوع کر لیا - اور روپیہ واپس کر دیا - کیا یہ رجوع عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ (ایک خریدار اہلحدیث)

ج ۱۰۵ } صورت مرقومہ خلع کی ہے - جس کا ذکر قرآن مجید کی آیت فیما افتدت بہ میں ہے - خلع میں نکاح فسخ ہو جاتا ہے بعد ایک ماہ عدت کے بتراضی فریقین نکاح ہو سکتا ہے - محض رجوع کافی نہیں واللہ اعلم!

(فتاویٰ اسی قدر تھے)

ضروری نوٹ :- مستفتی صاحبان کو چاہئے کہ ہر سوال کے جواب کے لئے کم از کم دو پیسے کا ٹکٹ برائے غریب فنڈ بھیجا کریں - اگر غریب فنڈ نہ آئیگا تو عدم اندراج کے متعلق شکائت غیر مسموع ہوگی - غریب فنڈ سے غریب اور نادار اصحاب کے نام اخبار جاری کیا جاتا ہے -

مدرسہ محمدیہ رائیدرگ

جو عرصہ پانچ سال سے قائم ہے - فی الحال بیرونی و مقامی ڈیڑھ سو طلباء زیر تعلیم و تربیت ہیں - چار پانچ مدرسین اور ایک خادم مدرسہ کے علاوہ مدرسہ کے مکان کا کرایہ بھی مدرسہ کے ذمہ ہے - جس کی میزان ماہانہ ایک سو روپے سے متجاوز ہے - اخراجات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور آمدنی بالکل محدود و غیر کافی ہے - جس سے کارکنوں بالخصوص بانی مدرسہ جناب مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب کو سخت دقتوں اور دشواریوں کا سامنا ہے -

مدرسہ مذکور جماعتی امداد و اعانت کا اولین مستحق ہے - کیونکہ اس علاقہ میں تخمیناً تین سو میل تک کوئی دوسرا مذہبی مدرسہ نہیں ہے - مسلمان عموماً تعزیہ اور قبر پرست ہیں اندریں صورت یہاں ایک ایسے مدرسہ کا قیام غایت درجہ ضروری تھا - جس سے نہ صرف تعلیم و تدریس ہی کا کام مدنظر ہو بلکہ اس کے ضمن میں کافی تبلیغ اور اشاعت مذہب بھی کی جاوے - لہذا جماعت اہل حدیث سے خصوصاً اور جملہ مسلمانان ہند سے عموماً پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ للہ مدرسہ محمدیہ رائیدرگ کی طرف دست اعانت و امداد بڑھا کر عند الناس مشکور و عند اللہ ماجور رہوں -

الملتمس :- ابو الوحید محمد عبد اللہ عقیل مئوی کان اللہ

المعلن :- حافظ عبد الرزاق عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ محمدیہ رائیدرگ ضلع بلہاری - (۸ / اشاعت فنڈ وصول)

فتح اسلام

ہمارے گاؤں (موضع کھماچوں) میں مرزائی ہیں جو ہمارے ساتھ ہر وقت نزاع رکھتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر کیا کرتے اور کیا کھاتے پیتے ہیں - یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے وغیرہ وغیرہ —— آخر ۳/۲۹/۱۲ کو حیات مسیح و ختم نبوت و صدق کذب مرزا پر میدان میں باقاعدہ مناظرہ ہوا - اہل اسلام کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب ساکن کھیرنوالی (ریاست کپورتھلہ) مناظر تھے - ماشاء اللہ انہوں نے مرزائیت کی بدلائل قرآن و حدیث و کتب مرزا سے تردید کی اور عوام الناس پر ایسا اثر پڑا کہ ہر ایک کی زبان سے تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوئے -

الراقم :- عبد الغنی دوکان دار کھماچوں - ضلع جالندھر

متفرقات

حساب دوستاں | مندرجہ ذیل خریداروں کی قیمت اخبار- میعاد مہلت و میعاد غریب فنڈ ماہ اپریل میں ختم ہو جائیگی- اگر آئندہ خریداری بدستور منظور ہو تو قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر یا انکار کی اطلاع بذریعہ پوسٹ کارڈ ۲۷- اپریل تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئے ورنہ ۲۸- اپریل کا پرچہ وی پی بھیجا جائیگا۔

مہلت یافتگاں مکرر مہلت طلب کرنے کی تکلیف نہ فرمائیں اگر سابقہ قیمت وصول ہوگئی تو بہتر ورنہ اخبار بند کر دیا جائیگا۔ غریب فنڈ میں چونکہ ابھی گنجائش نہیں- جب تک بقایا سائلین کے نام اخبار جاری نہ ہولے- اور آئندہ داخلہ وصول کرنے کا اعلان اخبار میں نہ کر دیا جائے نئے داخلے قطعاً وصول نہیں کئے جائینگے- اگر کوئی صاحب بھیجیں گے تو واپس کر دئیے جائینگے۔

۹۱ - ۱۰۷ - ۱۱۵ - ۷۹۹ - ۱۱۲۸ - ۲۱۷۸
۲۲۱۴ - ۳۱۹۱ - ۳۵۶۶ - ۴۶۱۱ - ۴۷۵۳ -
۴۸۰۷ - ۴۸۲۸ - ۵۰۳۲ - ۵۰۴۸ -
۶۰۴۶ - ۶۱۲۷ - ۶۲۴۹ - ۶۳۷۸ - ۶۹۰۳ -
۶۹۲۴ - ۶۹۳۲ - ۷۳۹۲ - ۷۵۳۶ -
۷۸۷۴ - ۷۸۸۱ - ۸۴۰۸ - ۹۴۳۸ -
۹۴۵۸ - ۹۶۸۰ - ۹۷۸۶ - ۱۰۱۳۸ -
۱۰۲۶۰ - ۱۰۳۵۱ - ۱۰۳۲۴ - ۱۰۵۸۳ -
۱۰۶۲۲ - ۱۰۶۶۰ - ۱۰۶۶۵ - ۱۱۱۰۸ -
۱۱۱۶۰ - ۱۱۲۴۵ - ۱۱۳۷۷ - ۱۱۳۸۷ -
۱۱۳۸۹ - ۱۱۵۰۲ - ۱۱۵۰۷ - ۱۱۶۳۸ -
۱۱۷۱۰ - ۱۱۸۵۶ - ۱۱۸۶۹ - ۱۱۹۳۷ -
۱۲۰۳۴ - ۱۲۰۳۵ - ۱۲۰۴۰ - ۱۲۰۹۴ -
۱۲۱۵۹ - ۱۲۱۶۳ - ۱۲۱۶۷ - ۱۲۱۷۶ -
۱۲۱۷۷ - ۱۲۱۷۸ - ۱۲۱۸۰ - ۱۲۲۶۰ -
۱۲۲۶۲ - ۱۲۲۸۳ - ۱۲۲۸۸ - ۱۲۲۹۸ -
۱۲۳۰۲ - ۱۲۳۳۴ - ۱۲۳۵۵ - ۱۲۳۵۷ -
۱۲۳۵۹ - ۱۲۳۶۱ - ۱۲۳۶۴ - ۱۲۳۶۵ -
۱۲۳۶۶ - ۱۲۳۶۷ - ۱۲۳۶۸ - ۱۲۳۶۹
۱۲۳۷۰ - ۱۲۳۷۵ - ۱۲۳۷۷ - ۱۲۳۸۹ -
۱۲۴۳۵ - ۱۲۴۴۸ -

غریب فنڈ | ۲۹۸۰ - ۹۶۱۴ - ۹۸۷۳ -
۱۱۳۲۶ - ۱۱۵۳۹ - ۱۱۸۶۰ - ۱۲۳۲۳ -

گول میز کانفرنس | کی تائید قاضی محمد رمضان صاحب ساکن اکاڑہ ضلع منٹگمری اور بعض دیگر حضرات بھی کرتے ہیں

جلسہ اہل حدیث کانفرنس | ۷-۸-۹ اپریل کو فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور (پنجاب) میں منعقد ہو رہا ہے بشریک ہونا ہر اہل حدیث بھائی کا جماعتی فرض ہے- پنجاب و سرحد اور سندھ کے اصحاب کو بہت دیر بعد یہ موقع نصیب ہو رہا ہے- اس لئے ان کو خود اور اپنے احباب سمیت شریک ہو کر جلسہ کی رونق کو دوبالا کرنا چاہئے نیز کانفرنس کی ضروریات، غرض و غایت یعنی تبلیغ توحید و سنت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہر بہی خواہ کو اس کی مالی امداد کرنی چاہئے ——— جلسہ کے اختتام کے بعد شہر امرتسر میں میلہ منڈی بیساکھی بھی حسب دستور سابق لگیگا- اس لئے سوداگر و تاجر حضرات اس موقع سے مالی فائدہ اٹھا کر ایک پنتھ دو کاج کے مصداق بن سکتے ہیں- موسم اگرچہ تبدیل ہو رہا ہے مگر پھر بھی معمولی سا کمبل یا کم از کم گاڑھے (کھدر) کی چادر یا لوئی وغیرہ ضرور لانی چاہئے- بہت بھاری بستر ساتھ لانے کی ضرورت نہیں ——— جلسہ کے پوسٹر خوشنما رنگوں میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں- تاہم جہاں ضرورت ہو بہت جلد طلب کر لیں ——— فتح گڑھ چوڑیاں کو امرتسر سے ۸½ بجے صبح- ایک بجے دوپہر اور پانچ بجے شام تین گاڑیاں جاتی ہیں- امرتسر سے ایک گھنٹہ کا راستہ ہے- اگر کوئی صاحب ایسے وقت امرت سر سٹیشن پر پہنچیں کہ گاڑی نکل چکی ہو اور ٹکٹ بھی امرت سر ہی کا لیا ہو تو دروازہ رامباغ سے بذریعہ موٹر لاری سفر کر سکتے ہیں- ریلوے سٹیشن امرتسر سے پلیٹ فارم ۱ سے فتح گڑھ کی گاڑی روانہ ہوا کرتی ہے- تاہم گیٹ کیپر یا کسی ریلوے ملازم سے بھی دریافت کر لینا چاہئے ——— اگر سٹیشن پر ایسے وقت پر اتریں کہ گاڑی کی روانگی میں کافی دیر ہو تو جو صاحب دفتر "اہلحدیث" میں تشریف لانا چاہیں وہ کڑہ بھائی سنت سنگھ پوچھ لیں- عین چوک میں بر لب سڑک دفتر واقع ہے ——— جو اصحاب ثنائی برقی پریس کے متعلق کوئی کام رکھتے ہوں وہ ہال بازار میں ہال دروازہ میں داخل ہوتے ہی پہلے چوک میں بائیں جانب بالمقابل ہسپتال بجلی و بھاپ (ڈاکٹر رام رکھا شاہ) تشریف لے جائیں- ہال بازار میں بھی پریس کا بورڈ لگا ہوا ہے- (خاکسار منیجر اہلحدیث امرتسر)

یاد رفتگاں | اس ہفتہ مندرجہ ذیل حضرات (جن کا تعلق "اہلحدیث" سے بہت قدیمی ہے) کی طرف سے جنازہ غائب کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں- ادارہ "اہلحدیث" ان حضرات کے رنج میں شریک ہوتا ہوا اظہار ہمدردی کرتا ہے- نیز ناظرین سے بھی التماس ہے کہ مرحومین کا جنازہ غائب پڑھیں اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کریں- اللّٰھم اغفر لھن وارحمھن-

(۱) اہلیہ صاحبہ بابو نور محمد صاحب گارڈ مقیم جھاڑی ایریریا (بعارضہ ملیریا)

(۲) اہلیہ محترمہ ملک غلام محمد صاحب شال مرچنٹ کنہ کدل سری نگر کشمیر

(۳) اہلیہ مستری حاجی مولا بخش صاحب ٹھیکیدار ڈپٹی ضلع لاہور

درخواست دعا | میرا ایس- وی کلاس کا امتحان ۱۷- اپریل ۱۹۳۹ء کو شروع ہونے والا ہے- جملہ ناظرین "اہلحدیث" میرے اس نیک ارادے کی کامیابی کے لئے خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیگر امیدواروں کو اس امتحان میں کامیاب کرے-

راقم:- محمد شفیع متعلم ایس وی کلاس گورنمنٹ نارمل سکول- لالہ موسیٰ- ضلع گجرات (پنجاب)

اشاعت فنڈ | از مدرسہ محمدیہ رائیدرگ مہ اہل حدیث دار الاشاعت دکن ۸ر

نامہ نگار | اصحاب کی خدمت میں التماس ہے کہ مضامین سفید کاغذ کے ایک طرف پختہ روشنائی سے خوشخط لکھ کر بھیجا کریں- عبارت سلیس ہونی چاہئے- (منیجر)

دعائے صحت | ملک محمد اسماعیل صاحب کی طبیعت چند دنوں

ضروری نوٹ:- صفحہ ۱۹ ضرور ملاحظہ فرمائیں- (منیجر اہلحدیث)

ملکی مطلع

جرمنی انگریزوں کی روش پر

ع رموز مملکت خویش خسرواں دانند

آج اخبارات میں دھوم ہے کہ جرمن ڈکٹیٹر (ہر ہٹلر) آئے دن اپنا قدم آگے بڑھاتا جاتا ہے۔ باوجود وعدۂ امن کے وہ کسی بات پر نہیں ٹھیرتا۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے کہ برطانیہ اور فرانس کے وزراء نے جرمنی کے مشہور شہر میونک میں پہنچ کر ہر ہٹلر کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا۔ جس کی رو سے چیکوسلواکیہ کا علاقہ (سوڈیٹن لینڈ جس میں جرمن باشندوں کی کثرت ہے) جرمنی میں شامل کرکے ہر ہٹلر کا مونہہ بند کر دیا تھا۔ مگر جرمن ڈکٹیٹر ایسا بے باک واقع ہؤا ہے کہ ایک لقمہ چبا کر دوسرے کے لئے مونہہ کھول دیتا ہے۔ پھر چند روز میں اسے بھی ہڑپ کر لیتا ہے۔ معاہدہ میونک کے بعد پہلے اس نے سلواک میں مداخلت کی پھر چیک میں۔ اسطرح سے سارا چیکوسلواکیہ ہضم کر لیا۔ حالانکہ معاہدہ میونک میں ہر ہٹلر نے خود بھی اس کی حفاظت کی ضمانت دی تھی۔ اب اس ہفتے خبر آئی ہے کہ لتھونیا کے علاقہ میمل کو بھی اس نے اپنا لقمہ بنا لیا ہے اور اب وسط یورپ کی چھوٹی چھوٹی آزاد سلطنتوں (ہالینڈ، سوئٹزر لینڈ اور ڈنمارک وغیرہ) پر بھی دانت رکھتا ہے۔ ہم نے جو اس کی رفتار پر گہری نظر سے غور کیا تو اس کو انگریزوں کی روش کے بالکل مشابہ پایا جس کے ثبوت میں ہم اپنے ملک ہندوستان کی تاریخ سے چند واقعات بالاجمال پیش کرتے ہیں۔

ابتدا میں انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے مدراس میں سوداگرانہ حیثیت سے کوٹھیاں بنائیں۔ پھر حکومت مغلیہ کو ضعیف پاکر ان کوٹھیوں سے قلعوں کا کام لینے لگے۔ اور بظاہر اپنے جان و مال کی حفاظت کی غرض سے کچھ اسلحہ اور آدمی بھی رکھ لئے۔ پھر آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھایا اور حفاظت کے سامان میں کچھ اضافہ کر لیا۔ یعنی بندوقوں سے ترقی کرکے توپ خانہ رکھنا شروع کر دیا۔ اور حکومت مغلیہ کو ضعیف دیکھ کر اردگرد کے چند علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ پیش قدمی کرتے کرتے مدراس سے نکل کر بنگال پر ہاتھ صاف کیا۔ نواب سراج الدولہ کو شکست دی اور دربار دہلی سے دیوانی اختیارات حاصل کر لئے۔ دوسری طرف مرہٹے از خود اٹھے یا اٹھائے گئے اور تخت دہلی پر قابض ہوگئے۔ ان کو دہلی سے نکالنے میں دربار دہلی کی امداد کرکے آپ بھی خوب فائدہ اٹھایا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ پنجاب اور بلوچستان میں بھی داخل ہو گئے۔ بلکہ ہندوستان کی سرحد سے آگے بڑھ کر افغانستان میں بھی وارد ہو گئے۔ غرض جب تک مزاحمت نہ ہوئی اپنا قدم آگے ہی آگے بڑھاتے گئے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ سارا ہندوستان برامیت برطانیہ کے زیر نگیں ہو گیا۔

ملک گیری کے ایسے واقعات حکومتوں پر کوئی عیب یا بدنما دھبہ نہیں لگاتے۔ اسی لئے شیخ سعدیؒ نے حکومتوں کی نبض شناسی کرکے یہ شعر کہا ہے جو اپنے معنی میں بالکل صحیح ہے ع

ہفت اقلیم ار بگیرد پادشاہ
ہمچناں در بند اقلیم دگر

آج اگر ہر ہٹلر علاقے پر علاقہ دبائے چلا جاتا ہے تو اس کا یہ طرز عمل انگریزوں کی سابقہ روش کے بالکل موافق ہے انگریزوں کے حلیف فرانس نے کیا کیا تھا؟ ابھی کل کی بات ہے کہ مصر کی بابت فرانس اور برطانیہ میں جھگڑا اٹھا آخر اس جھگڑے کو انہوں نے یوں نپٹایا کہ مصر پر انگریزی تسلط قائم رہا اور مراکش کو فرانس نے لے لیا چنانچہ آجتک اسی تقسیم پر دونوں حکومتوں کا عمل درآمد ہے اسی طرح روس نے وسط ایشیا میں اسلامی ممالک کو بزور دبایا ہؤا ہے۔

غرض مطلب یہ ہے کہ کوئی حکومت موقع مل جانے پر کمی نہیں کیا کرتی۔ اگر اس کا کوئی وعدہ یاد دلایا جائے تو جواب ملتا ہے ہاں وعدہ تو ہے مگر فضا اور ماحول تبدیل ہو گیا ہے اس لئے ایفائے عہد میں مجبوری ہے۔ کسی امر میں مجبوری کا عذر پیش کر دینا حکومتوں کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ مگر دوسروں کو اس کے رد کر دینے کا اختیار نہیں ہوتا

آج ہم جرمنی کی پیش قدمی کو قانون قدرت اور دول یورپ کی پالیسی پر جانچتے ہیں تو اس میں کوئی جدت اور ندرت نہیں پاتے۔ کیونکہ وہ اسی اصول پر چل رہی ہے جس پر چل کر یورپ کی دوسری حکومتوں نے کئی ایک آزاد ممالک کو اپنا غلام بنایا ہؤا ہے۔ بایں ہمہ ہمارا قول یہی ہے کہ ع

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

تمام ہندوستان کے برادران اہل سنت سے

لکھنؤ کے سنیوں کی فریاد

بعنوان بالا ایک مطبوعہ تحریر بغرض اشاعت ہمارے پاس پہنچی ہے جسے درج کرنے سے پہلے یہ ظاہر کر دینا بہت مناسب ہوگا کہ امت مسلمہ میں جب سے شیعہ سنی کی تفریق ہوئی ہے اسلام کو اتنا نقصان پہنچا ہے کہ کسی یورپی سلطنت سے بھی نہیں پہنچا۔ بغداد کا سقوط ہؤا تو اس کا باعث بھی شیعہ سنی تفرقہ تھا۔ تخت دہلی کو نقصان پہنچا تو اسی وجہ سے۔ ترکی اور ایرانی سرحد پر تو اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللهِ کہنے پر امت مسلمہ کے لاکھوں کلمہ گو افراد کام آئے۔

چاہیئے تھا کہ امت مسلمہ واقعات گذشتہ سے عبرت حاصل کرکے باہمی رواداری کا سبق سیکھتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اقبال کا ستارہ ابھی افق سے بہت نیچے ہے۔ لکھنؤ میں سنی حضرات اس امر پر مصر ہیں کہ ہم جلوس کی شکل میں مدح صحابہ پڑھتے ہوئے شاہراہوں پر گزرینگے۔ ادھر شیعہ لوگ اس پر بضد ہیں کہ ہم نہیں گزرنے دینگے کیونکہ ایسا کرنے سے ہماری دلآزاری ہوتی ہے۔ حکومت کا اس پر اصرار ہے کہ ہم نقض امن کے خوف سے اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ سنی سول نافرمانی کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں چیدہ چیدہ علماء بھی سنت یوسفی کے اتباع میں جیل خانوں میں پہنچ چکے ہیں۔ ان واقعات کے متعلق

لکھنؤ سے ایک مطبوعہ تحریر بغرض اشاعت آئی ہے جس کی ضروری عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

"لکھنؤ میں تین سال سے برسر عام مدح صحابہ پڑھنے کی آزادی کا سوال چھڑا ہوا ہے۔ بہت سے بھائی شاید نہیں جانتے کہ ہمارا مطالبہ کیا ہے۔ اس لئے اجمالاً یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے لئے صرف وہی حق چاہتے ہیں جو ہندوستان میں ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں، پارسیوں، شیعوں وغیرہ تمام ملتوں اور فرقوں کو حاصل ہے۔

ہر قوم اور فرقہ کو از روئے قانون یہ حق حاصل ہے کہ اپنے چھوٹے بڑے جس مذہبی یا قومی رہنما کی وہ چاہے برسی منائے، عام مقامات پر جلسے منعقد کر کے ان کے کارنامے اور محامد و محاسن بیان کرے یا شاہراہ عام پر جلوس نکالے۔ جلوس میں اُن کے نام کے نعرے بلند کرے اور اُن کی ثنا و صفت کے اشعار پڑھے اور ہندوستان کے ہر حصہ میں اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ کوئی ایسا شہر یا قصبہ نہ ہوگا جس میں اس قسم کے جلسے نہ ہوتے یا جلوس نہ نکالے جاتے ہوں۔ بڑے بڑے مقتدایان مذہب کا کیا ذکر ہے اب تو کچھ عرصہ سے سال بسال تلک، لاجپت رائے، سی آر داس، بھگت سنگھ وغیرہ کی برسیاں منائی جاتی اور گاندھی، ٹیگور، وغیرہ کی سالگرہ کے جلسے ہوتے ہیں۔

لکھنؤ میں حضرت پیر جیلانیؒ کی یادگار میں گیارھویں کا جلسہ علی الاعلان میونسپل پارکوں میں ہو سکتا ہے۔ سر سید احمد خاں، حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی، ڈاکٹر انصاری، غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور مولانا شوکت علی وغیرہ کے یوم وفات پر پارکوں میں جلسے کئے جا سکتے ہیں اور اُن کی یادگار میں جلوس نکالے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر حضرات خلفائے ثلاثہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے عظیم الشان کارناموں کو بیان کرنے یا ان کی شان میں قصائد اور نظمیں پڑھنے کے لئے کسی عام مقام پر جلسے منعقد کریں یا اُن کے نام نامی پر کوئی جلوس نکالیں اور اس میں ان کے نام کے نعرے لگائیں یا ان کی مدح کے اشعار پڑھیں تو حکومت دفعہ ۱۴۴ کے ذریعہ مزاحمت کرتی ہے۔ حکومت کا قانون ہمارے حق کی نفی نہیں کرتا۔ خود موجودہ حکومت نے پہلے ۳۰۔ مارچ ۱۹۳۸ء کو اپنے رزولیوشن میں بدیں الفاظ ہمارا حق تسلیم کیا کہ :-

"گورنمنٹ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ پہلے تین خلفاء کی مدح پڑھنا خواہ عام مقام پر ہو خواہ کسی شخصی مقام پر زیر بحث نہیں۔ یہ حق سنیوں کو بلاشک حاصل ہے۔"

اور پھر ۱۱۔ نومبر کو جو اعلان عام شائع کرایا۔ اُسمیں بھی یہ لکھا کہ

"عرصہ سے گورنمنٹ کا یہ ارادہ رہا ہے کہ اگر لکھنؤ میں امن و امان کی زندگی کا سلسلہ قائم ہو جائے تو سنیوں کو مؤخر الذکر صورتوں سے (یعنی خالص مدح صحابہ کا عام جلسہ کرنا یا جلوس نکالنا) بھی مدح صحابہ کے حق کو استعمال کرنے کا موقع دیا جائے۔"

لیکن باوجودیکہ تین ماہ سے زائد گزر گئے اور اس اثنا میں لکھنؤ میں ایسا امن و امان رہا کہ "حیدرآباد ڈے" منایا گیا۔ اور اُس کے سلسلہ میں لٹھ بند ہندوؤں کا جلوس نکلا۔ یوم آزادی منایا گیا۔ مسلم لیگ پولٹیکل کانفرنس ہوئی اور مولانا ظفر علی خان صاحب کا جلوس لاٹھیوں، بلموں اور تلواروں سے مسلح رضاکاروں اور ہزار در ہزار مسلمانوں نے نکالا۔ بایں ہمہ ہم کو اپنا وہ حق استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیگئی۔ جس کا خود حکومت نے علی الاعلان وعدہ کیا تھا۔ یہ کیوں؟ کہا جاتا ہے کہ نقض امن کا اندیشہ ہے۔ کس کی جانب سے؟ سنیوں کی طرف سے؟ نہیں بلکہ شیعوں کی جانب سے۔ حکومت کی انصاف پسندی ملاحظہ ہو کہ جس کی طرف سے نقض امن کا اندیشہ ہے وہ تو اپنے ہر قسم کے جلوس سال بھر کے اندر ہر مہینہ میں نکال سکے مگر جس کی طرف سے نقض امن کا اندیشہ نہیں ہے اُسکو جلسہ و جلوس کسی کی بھی اجازت نہیں۔ گویا دوسرے معنوں میں وہ حکومت جو مہاتما گاندھی کے مسلک عدم تشدد کی حامی اور متبع ہے سنیوں کو اپنے غیر منصفانہ رویہ سے یہ سبق پڑھاتی ہے کہ اگر تم کو اپنے لئے جلسہ و جلوس کی آزادی حاصل کرنا ہے تو تم بھی دوسروں کے جلسوں اور جلوسوں کے وقت نقض امن کرو تاکہ وہ اپنا نقصان دیکھ کر تمہاری مزاحمت ترک کر دیں

حالانکہ ہندوستان کی ایک عدالت العالیہ کی رائے یہ ہے کہ :-

"عمال انتظامی کا یہ کھلا ہوا فرض ہے کہ وہ اُن شہری حقوق کی تائید کریں جن کا استقرار اُن کی اپنی دیوانی عدالتوں میں ہو چکا ہے (ہمارا حق حکومت نے خود تسلیم کر لیا اسلئے عدالت دیوانی سے رجوع کرنے کی ضرورت نہ رہی) اور ایسا کرنے میں جو فرو گذاشت بھی ہو وہ اعتراف ہے اس امر کا کہ وہ اپنے فرض کی ادائی میں ناکامیاب ہے۔" (آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۷ء مدراس)

اسی عدالت العالیہ کے ایک دوسرے فیصلہ میں ہے کہ

"حکومت کی جانب سے یہ کہا جانا کہ قانون کی خلاف ورزی کو روکنے اور خلاف ورزی کرنیوالوں کو جائز حقوق میں مداخلت سے باز رکھنے کیلئے وہ تیار نہیں ہے عملاً مترادف اس بات کے ہے کہ وہ تمام اختیارات سے دستکش ہو گئی۔" (آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۷ء مدراس صہ ۶۱۱)

اسی عدالت العالیہ نے عمال انتظامی کو قانون کا مفہوم سمجھانے کیلئے تحریر کیا کہ :- "امن عامہ کو قائم رکھنے کیلئے مجسٹریٹ کو خاص قسم کا اختیار دیا گیا ہے جو صرف خاص موقعوں کیلئے محدود ہے اُس کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ ہر شخص کی اُن حقوق کے برتنے میں حفاظت کرے جو اُسکو قانوناً حاصل ہوں اور جو لوگ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنا چاہتے ہوں احتیاطی تدابیر سے اُنکو روکے۔" (انڈین لاء رپورٹ جلد ۲ صہ ۱۴۱ و ۱۴۲)

پھر اس سے زیادہ صراحت سے سمجھایا ہے کہ :-

"جہاں حقوق میں مزاحمت کیجائے وہاں حقدار اشخاص کو قانون کی پوری پوری پناہ ملنا چاہئے جس حد تک کہ مقتضائے حالات ہو۔ اسکے ثبوت کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ مجسٹریٹ کے اختیارات حقوق کے تحفظ میں صرف ہونا چاہئے نہ کہ حقوق کا نفاذ روکنے میں۔ ناجائز افعال کے روکنے میں نہ کہ جائز افعال کے اندر مداخلت کرنے میں۔ اگر مجسٹریٹ کو یقین ہے کہ کسی جائز حق کے نفاذ سے بلوہ ہو جائیگا تو اسکی توقع مشکل کی جا سکتی ہے کہ وہ اُن اشخاص سے ناواقف ہوگا جن سے بلوہ کا اندیشہ ہو اور اُس کا فرض ہے کہ اُن لوگوں سے قیام امن کی ضمانت لے۔" (ایضاً)

اگر حکومت کو انصاف کرنا منظور ہوتا تو ۳۰۔ مارچ کے رزولیوشن میں ہمارا حق تسلیم کرنے کے بعد اپریل کے دوسرے ہفتہ میں جب ایک جلسہ کا مقامی مجلس احرار نے اعلان کیا اور وہاں مدح صحابہ پڑھنے کا قصد ظاہر کیا گیا تو حکومت ہرگز دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے مدح صحابہ پڑھنے کو نہ روکتی۔ کیونکہ جہاں جلسہ تھا وہاں سنیوں کی کثیر آبادی تھی اور کسی بلوے کا احتمال بھی نہ تھا اور لکھنؤ کے بلوؤں کی گذشتہ تاریخ بتاتی ہے کہ مدح صحابہ پڑھنے پر یہاں کبھی کوئی بلوہ ہوا بھی نہیں تھا، بلوے ہوئے تو ہمیشہ شیعوں کی تبرا بازی پر جو نہ صرف مسلمانوں کیلئے دل آزار ہے بلکہ قانوناً بھی جرم ہے۔" اُسوقت[م]

م اگر حکومت سے غلطی ہوئی تھی تو اب ۱۱۔ نومبر کے خود اپنے اعلان کا تو حکومت کو پاس ہونا چاہیئے تھا۔ جس میں صاف الفاظ میں وعدہ کیا گیا تھا کہ :- "یا تو گفتگوئے مصالحت جو اسوقت جاری ہے کسی مفید نتیجہ پر پہونچ جائیگی۔ یا خود گورنمنٹ عنقریب اپنا فیصلہ صادر کرے گی۔" مگر ؎ ہم کو اُن سے وفا کی ہے امید ۔ جو نہیں جانتے وفا کیا ہے ۔

خادم المسلمین :- ظفر الملک از لکھنؤ۔

اشتہار واجب الاظہار و بہجت آثار

عقیدتمندانِ خلوص کیش و خریدارانِ نیکو اندیش !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ !

جس طرح اللہ تعالیٰ نے عالمِ اجسام کو روشن کرنے کے لئے آفتاب کو پیدا کیا ہے اسی طرح ارواحِ مقدسہ کو روشن کرنے کے لئے **ذاتِ محمدیؐ** کو پیدا کیا۔ چنانچہ ظاہری سورج کو بھی سِرَاجًا وَّهَّاجًا کہا اور آپ کی صفت میں بھی سِرَاجًا مُّنِيرًا فرمایا۔ لیکن جس طرح ظاہری سورج سے روشنی لینے کے لئے آنکھوں کی سلامتی اور حصولِ نور کیلئے آنکھ کھول کر سورج کی طرف رُخ کرنا شرط ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ سے بھی فیض روحانی حاصل کرنے کیلئے دل کی صفائی اور طلب صادق شرط ہے۔ سلسلہ **برکات محمدیہ** اسی لئے جاری کیا گیا تھا کہ صادق الرغبت طالبوں کو بصیرت معرفت اور نورِ قلب حاصل ہو۔ ہرچند کہ میں عاجز اپنی ذات میں بوجہ امورِ دنیا میں منہمک رہنے کے اس قابل نہیں ہوں لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس سلسلہ کے شائع شدہ رسائل سعید الفطرت ارواح کے لئے ازبس مفید ثابت ہوئے ہیں کیونکہ ان میں وہی اوراد و اذکار اور دعوات و وظائف مذکور ہوتے ہیں۔ جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں اور معلوم و مسلم ہے کہ قرآن و حدیث روحانیت کا چشمۂ صافی ہے۔ جس میں انسانی تخیلات و توہمات کا گدلا پن نہیں ہے ان رسائل کے مندرجہ اذکار کو پابندیٔ شرائط سے بجا لانے والے بعض اصحاب نے اپنے حالاتِ وارداتِ قلبیہ اور توفیق ایزدی حاصل ہونے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ان کے بعض اقتباس انشاء اللہ کسی اور تحریر میں ظاہر کرونگا سردست التماس یہ ہے کہ میرا ارادہ اس سلسلۂ تصنیف کو متواتر رکھنے کا ہے وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ۔ گذشتہ سال میں ان رسائل کی طباعت کا انتظام بیشتر مجھے اپنی گرہ سے کرنا پڑا ہے۔ عقیدتمند احباب یا دیگر اصحاب سے جو رقوم وصول ہوئیں وہ بہ نسبت اخراجات کے بہت کم ہیں پس اگر آپ صاحبان بھی اس سلسلہ کو پائدار رکھنا چاہتے ہیں تو اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں تاکہ اسکے مصارف طبع اور بالائی انتظامات کے اخراجات پورے ہوتے رہیں اور لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔

دیگر یہ کہ جن اصحاب نے گذشتہ سال ایک ایک روپیہ چندہ دیا تھا ان کا حساب رسالہ **عیدین** (قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ بِمَسَرَّةِ الْعِيدَيْنِ) کے پہنچ جانے کے ساتھ رسالہ **غازۂ رغائب** (برائے جنازۂ غائب) کو بھی شامل کرکے صاف ہوگیا ہے۔ بلکہ ایک نمبر اوپر چلا گیا ہے۔ میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ اب نئے سال سے اس کا حجم بجائے ۱۶ صفحے کے ۳۲ صفحے یعنی دُگنا کردیا جائے۔ لیکن چندہ دُگنا نہیں بلکہ ڈیوڑھا کیا جائے۔ یعنی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ کیونکہ یہ **سلسلہ محمدی** دیگر گدیوں کی طرح تحصیل زر کے لئے نہیں ہے کہ عقیدتمندوں سے نذرانے لے کر اپنی شکم پروری کی جائے۔ خدا کا احسان ہے کہ اُس نے اس عاجز کو اپنے فضل و کرم سے اس سے مستغنی کر رکھا ہے۔ یہ تو معاملہ کی بات ہے کہ آپ روحانی سعادتوں اور برکتوں سے بھرے ہوئے رسالے لیتے ہیں اور چندہ دیتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی ٹھگ بازی یا بناوٹ نہیں ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ بعض عقیدتمند احباب ازراہِ قدردانی خوشدلی سے ثواب عاقبت کے لئے علاوہ رقم چندہ کے بھی مصارف کے لئے امدادی رقوم بھیجتے ہیں۔ سو اُن کو حساب سے مفت اشاعت کیلئے اُتنے رسالے زائد بھیجدیئے جاتے ہیں تاکہ نادار اور غیر شائق لوگ بھی (مفت حاصل کرکے) ان رسائل کا مطالعہ کرسکیں۔ اور اپنے اعمال و اشغال کو مطابقِ سنت ادا کرسکیں۔ کیونکہ جب تک کوئی عبادت مطابقِ سنت نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں قابل قبول نہیں ہوگی۔

سو التماس ہے کہ آپ نئے سال کیلئے ماہ اپریل تک مبلغ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر اس عاجز کے نام **شہر سیالکوٹ** میں بھیجدیں۔ اور اپنے دیگر احباب کو بھی خریداری کی ترغیب دیں۔

نوٹ ضروری:۔ بغیر پیشگی چندہ ارسال کرنے کے اگلا رسالہ آپ کی خدمت میں نہیں پہنچیگا۔ کیونکہ یہاں مابعد کا حساب نہیں ہے۔ نہ نمونہ بھیجنے کا دستور ہے نہ وی پی کرنے کی رسم ہے۔ جو صاحب اس کی خواہش رکھتے ہوں وہ پیشگی عـہ۸/ بھیجدیں۔ اور جو خواہش تو رکھیں لیکن چندہ نہ بھیجیں تو وہ اصحاب یا تو شوق کو اپنے پہلو میں دبائے رکھیں یا کسی مفت تقسیم کرنے والے بھائی کے دست کرم کی طرف دیکھتے رہیں۔ میرے پاس اُن اہل ہمت احباب کے علاوہ مفت دینے کا صیغہ نہیں ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

دوسری بشارت

اس کے ساتھ ہی آپ کو دوسری بشارت بھی سنادوں کہ میں نے **سورہ کہف** کی تفسیر کی طباعت کا انتظام بھی کرلیا ہے۔ مسودہ تیار ہے۔ خدا کی توفیق سے آپ کے یہ اشتہار پڑھنے سے پہلے اس کی کتابت بھی شروع ہوگئی ہوگی۔ اس کا ہدیہ ابھی میں مقرر نہیں کرسکتا۔ لیکن اتنا کہتا ہوں کہ جن جن اصحاب کو اس کی خریداری کا شوق ہو وہ سردست ایک جوابی کارڈ پر اطلاع دیدیں۔ جب وہ چھپ جائیگی تو انشاء اللہ آپ کو اطلاع کردی جائیگی اس کا اندازِ بیان وہی ہے جو سورت فاتحہ کی تفسیر (واضح البیان) کا ہے۔

ضروری نوٹ:۔ جن اصحاب نے سابقًا تفسیر سورت بقر کے لئے جوابی کارڈ لکھا ہوا ہے ان کو سورہ کہف کی تفسیر یا رسالہ الہادی کے لئے جوابی کارڈ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ان کو اُن کے پیشتر بھیجے ہوئے کارڈ ہی پر اطلاع کردی جائیگی۔ واللہ الموفق !

آپ کا صادق

محمد ابراہیم میر۔ محلہ میانہ پورہ۔ شہر سیالکوٹ

(۴۳۱)

ناظرین اخبار اہلحدیث کو خوشخبری

حسب ذیل کتب برائے معلومات مفت روانہ کی جاتی ہیں بشرطیکہ محصول ڈاک کے لئے ۱ کے ٹکٹ لفافہ میں روانہ کریں ۔ (۱) ربیع الاول اور اس کی شرعی حیثیت ۔ (۲) عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانے کے وجوب کی حدیثیں ۔ (۳) اسلام اور اہل حدیث ۔ (۴) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے؟ (۵) بیان توحید باری و تردید تعزیہ داری ۔ (۶) وہابی کی پہچان ۔ (۷) رسالہ سینے پر ہاتھ باندھنا ۔ (۸) اہل حدیث اور ترک تقلید ۔ (۹) خیر البشر ۔ (۱۰) حنفی مذہب کے معتبر علماء کرام دہلی کا فتویٰ قبوں اور گنبدوں کے بارے میں ۔

ملنے کا پتہ :- محمد عبد الکریم کندوکوری ٹیچر بی۔ ایم۔ بی۔ اسکول۔
پوسٹ اودیاگیر۔ ضلع نلور۔ (صوبۂ مدراس)

بزرگوں کی دنیا ۔ مصنوعی پیروں فقیروں کے حالات ۔ قیمت ۸ (منیجر اہلحدیث امرتسر)

ہفتہ وار حمایت اسلام میں کیا ہوتا ہے؟

مسائل حاضرہ پر عالمانہ تنقید
تاریخ اسلام اور تمدنی ضروریات پر مفید مضامین
معلومات عامہ
دنیا کی ہفت روزہ ڈائری (نہایت اچھے اور دلچسپ انداز میں)
مفید اور قومی نظمیں

نئے انتظامات کے ماتحت حمایت اسلام پہلے سے ہزار گنا بہتر ہے ۔ نمونہ کیلئے ہم کو لکھئے اور ہمارے بیان کی صداقت کا امتحان کیجئے ۔

سالانہ چندہ صرف تین روپے پیشگی ——— ممالک غیر سے چار روپے آٹھ آنے

منیجر حمایت اسلام لاہور

ثنائی برقی پریس امرتسر

اردو ۔ انگریزی ۔ ہندی ۔ گورمکھی ۔ ... چھپائی نہایت عمدہ، خوشنما رنگدار و سادہ ارزاں نرخوں پر حسب دلخواہ کی جاتی ہے ۔ اگر آپ نے کوئی کتاب، پمفلٹ، اشتہار، رسیدیں، دعوتی خطوط، لیٹر فارم وغیرہ چھپوانے ہوں تو بذات خود تشریف لائیں یا بذریعہ خط و کتابت نرخ وغیرہ طے کریں ۔ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے ۔

منیجر ثنائی برقی پریس ۔ ہال بازار امرتسر

ایک روپیہ چار آنہ میں
جیبی حکیم یا پاکٹ ڈاکٹر

اس نئی اور اچھوتی کتاب میں تمام امراض کا بیان تشخیص علاج مفصل درج ہیں ۔ خواص الادویہ و لغات بھی دی گئی ہے ۔ تاکہ انگریزی دوائیوں کے اردو معنی بھی معلوم ہوسکیں ۔ کاغذ، طباعت اعلیٰ ۔ پاکٹ سائز ۔ مجلد پارچہ و مطلا ۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ 1/4 محصول ڈاک ۶

منگوانے کا پتہ :- **منیجر اخبار اہلحدیث امرتسر** (پنجاب)

رئیس قادیان مرزا صاحب قادیانی کے غیر مطبوعہ حالات قیمت ۱۲ و ۱۲ (منیجر اہلحدیث امرتسر)

۲۶

سرمہ اکسیر العین رجسٹرڈ

دھند ۔ جالا ۔ غبار ۔ ڈھلکہ ۔ خارش ۔ سرخی چشم کے علاوہ ضعف بصارت کو زائل کر کے بینائی کو روشن کرنے میں اکسیر بے نظیر ہے ہزارہا لوگ اسکے استعمال سے عینک کی زحمت سے نجات پا چکے ہیں ۔ بحالت صحت اس کا استعمال ہونے والی امراض سے بچاتا ہے منگوا کر فائدہ اٹھائیں ۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

منگوانے کا پتہ :- **کارخانہ سرمہ اکسیر العین رجسٹرڈ حکیم سٹریٹ امرتسر**

بائیوکیمک بکس

یہ نہایت خوبصورت ہے جسمیں بائیوکیمک گائڈ اور ایک ایک اونس کی بارہ بائیوکیمک دوائیں ہیں ۔ علیحدہ علیحدہ شیشیوں میں بند ہیں یہ بکس سفر میں بہترین طبی مددگار ہے ۔ اس سے ہر پڑھا لکھا مرد عورت اپنے بال بچوں و دیگر ہمسایوں کا علاج خود کرسکتا ہے ۔ یہ تمام دوائیں "بورک اینڈ ٹیفل امریکہ" کی اصلی دواؤں سے تیار کی جاتی ہیں ۔ جو مؤثر اور شافی ہونے کے علاوہ ارزاں بھی ہیں ۔ قیمت مکمل بکس معہ گائڈ ۵ روپے صرف محصول بذمہ خریدار ۔ پتہ :- **منیجر سبلائم فارمیسی بازار ٹوکریاں امرتسر**

مفت ۔ کتب خانہ ثنائیہ ... فہرست کتب مفت منگوائیں ۔

اکسیر ہاضمہ مفت

اکسیر ہاضمہ کا اشتہار ناظرین سالہا سال سے ملاحظہ فرما رہے ہیں ۔ بیشمار حضرات اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں ۔ علاوہ ہاضمہ کے ہر مرض انسانی کا فوری اثر علاج ہے ۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا ۔ اب عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے صرف ۳۰ اپریل تک وہ اصحاب مفت منگا سکتے ہیں جو خرچہ ڈاک و پیکنگ کیلئے موازی دس آنہ بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ ٹکٹ بھیجدیں ۔

منیجر اکسیر ہاضمہ ... امرتسر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲